ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

اپریل ۱۹۹۳ء

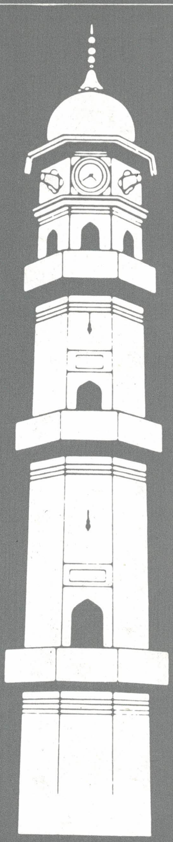

بوسنین مہاجرین سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اظہارِ شفقت و محبت

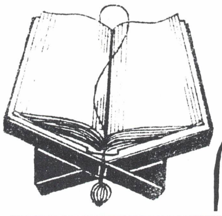

القرآن الحکیم

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۵ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ : آیت ۲۵۸)

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ وہ اُنہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جو کافر ہیں اُن کے دوست نیکی سے روکنے والے (لوگ) ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ لوگ آگ (میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں رہیں گے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ثَلَاثٌ ھُنَّ اَصْلُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ فَاتَّقُوْھُنَّ وَاحْذَرُوْھُنَّ اِیَّاکُمْ وَالْکِبْرَ فَاِنَّ اِبْلِیْسَ حَمَلَہُ الْکِبْرُ عَلٰی اَنْ لَّا یَسْجُدَ لِاٰدَمَ وَاِیَّاکُمْ وَالْحِرْصَ فَاِنَّ اٰدَمَ حَمَلَہُ الْحِرْصُ عَلٰی اَنْ اَکَلَ مِنَ الشَّجَرَۃِ وَاِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ ابْنَیْ اٰدَمَ اِنَّمَا قَتَلَ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ حَسَدًا۔ (قشیریہ ص۹)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین باتیں ہر گناہ کی جڑ ہیں ان سے بچنا چاہیئے۔ تکبّر سے بچو کیونکہ تکبّر نے ہی شیطان کو اس بات پر اکسایا کہ وہ آدم کو سجدہ نہ کرے۔ دوسرے حرص سے بچو کیونکہ حرص نے ہی انسان کو درخت کھانے پر اُکسایا۔ تیسرے حسد سے بچو کیونکہ حسد کی وجہ سے ہی آدم کے دو بیٹوں میں سے ایک نے اپنے دوسرے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ
جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

اخبار احمدیہ

ذیقعد ۱۴۱۳ھ ، شہادت ۱۳۷۲ ہش ، اپریل ۱۹۹۳ء

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۴

مجلس ادارت

صدر مجلس: عبداللہ واگس ہاؤزر
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

نگران: عبدالباسط طارق

ایڈیٹر: شمس الحق

نائبین: ڈاکٹر وسیم احمد طاہر
محمد مسیح الدین شاہد

خطاطی: سعیداللہ خان
نصراللہ ناصر

پبلشر: فلاح الدین خان

مینیجر: محمد ارشد

نائب مینیجر: مظفر احمد چٹھہ

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ
یورپ ــــ ۲۴ مارک امریکہ و کینیڈا ــ ۲۰ ڈالر
آسٹریلیا، جاپان ــــ ۲۵ ڈالر انڈیا، پاکستان ــــ ۱۰۰ روپے

دفتر رابطہ: Hanauerland Str. 50, 6000 Frankfurt/M.1, Germany

قیمت : ایک مارک

فہرست مضامین

اداریہ ۲
ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۳
خلفائے سلسلہ کے زرّیں ارشادات ۴
خطبہ جمعہ ۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تبلیغ ۱۴
مقالۂ خصوصی ۱۹
المناک سانحہ دارالتبلیغ ڈھاکہ کی تفصیلات ۲۱
حضرت عیسیٰؑ کی توہین کے الزام کا جواب ۲۵
ارکان نماز کی حکمت ۲۹
وقفِ نو ـ ایک عظیم الشان تحریک ۳۱
جرمن لٹریچر کا اردو تعارف ۳۳
بچوں کا صفحہ ۳۵
اعلانات ۳۷
اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں
منتخب اشعار

اداریہ

ایثار: مومن کی ایک زندہ علامت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مختلف علامتیں مختلف جگہ بڑی وضاحت سے بیان فرمائی ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر انسان ان علامات کی روشنی میں اپنی روحانیت اور تعلق باللہ کا جائزہ لے سکے۔ منہ سے زبانی دعویٰ کرنے والے تو بہت ہیں لیکن اپنے عمل سے اس دعویٰ کو سچا ثابت کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کی ایک علامت یہ بیان فرماتا ہے :

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ________________ (الحشر آیت ۱۰)

ترجمہ : وہ مومن باوجود اس کے کہ خود غریب تھے مہاجرین کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں کیسا ہی نقصان اٹھانا پڑے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ایثار کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ خدا کی محبت میں محو ہو کر اس کی مخلوق کے ساتھ نہایت درجہ ہمدردی اور غمخواری کا سلوک کرتے ہیں، ان کے دکھوں اور ان کے غموں کو اپنا دکھ اور اپنا غم محسوس کرتے ہیں۔ اور وہ ہر طور پر کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح وہ دنیا سے دکھوں کو دور کرسکیں اور اگرچہ ان کے پاس اموال کی کمی ہو یا ذرائع کی کمی ہو وہ اپنا سب کچھ لٹا کر اور بظاہر طرح طرح کے مادّی نقصان کو خوش دلی سے قبول کر کے بھی دکھی انسانیت کے لیے ہر مدد کے لیے تیار رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے جذبۂ قربانی کو اس طرح بیان فرمایا کہ :

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً

ترجمہ : اور (اسی طرح وہ مال ان لوگوں کے لیے بھی ہے) جو مدینہ میں پہلے سے رہتے تھے اور (مہاجرین کے آنے سے پہلے) ایمان قبول کر چکے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور اپنے دلوں میں اس (مال) کی کوئی خواہش نہیں رکھتے تھے۔ (سورۃ حشر آیت ۱۰)

تاریخِ انسانی نے ایثار کے ایسے حسین نمونے نہ دیکھے ہوں گے جیسا کہ چشم فلک نے اس وقت دیکھے جبکہ لٹے پٹے صحابہ اپنا سب کچھ لٹا کر مکہ کو چھوڑ کر مدینہ آگئے تھے۔ مدینہ کے انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے ایسی فدائیت اور مواخات کا جذبہ ظاہر کیا کہ بعض انصار نے اپنے بعض مہاجر بھائیوں کو کہا کہ میں اپنا آدھا مال تمہیں دیتا ہوں تم اس سے تجارت کرو، جب کام چل نکلے تو رقم واپس کر دینا۔ بعض انصار نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ میری دو بیویاں ہیں میں ایک کو طلاق دیتا ہوں اس سے تم شادی کر لو۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کا مذکورہ بالا آیت میں ذکر ہے کہ وہ لوگ جو حقیقی مومن ہیں ان کو طبعاً ایسے مہاجرین سے ایک دلی ہمدردی اور محبت ہوتی ہے جو اپنا سب کچھ لٹا کر ان کے پاس ہجرت کر کے آجاتے ہیں اور وہ اپنے دِلوں میں کسی قسم کی تنگی اور گھٹن محسوس نہیں کرتے۔ اس جذبہ کے بالکل برعکس جذبہ غیر ملکیوں اور اسائلم حاصل کرنے والوں سے نفرت کا جذبہ ہے جس کا مظاہرہ عرصہ دو سال سے جرمنی میں ہو رہا ہے، کئی لاگروں اور پناہ گزینوں کی رہائش گاہوں پر حملے، غیر ملکیوں پر حملے، یہ سب غیر ملکیوں کے ساتھ نفرت کی علامت ہے اور ساتھ ہی مادہ پرستی کی علامت بھی ہے کیونکہ جب انسان کا اپنے خالق و مالک سے تعلق نہ رہے تو پھر مخلوق سے تعلقات میں کشیدگی آجاتی ہے۔ ایثار ایمان کی علامت ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ایثار کے اس عظیم الشّان جذبہ کا محرک اور سرچشمہ کیا ہے۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اس جذبہ ایثار کا محرک دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ زمین و آسمان کے خزانے خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتے اور خدا جو حقیقی رزاق ہے وہ جس کو چاہتا ہے بے انتہا رزق دیتا ہے۔ جب وہ مالک کسی کو دینے پر آئے تو کوئی شخص اس کے ہاتھ کو روک نہیں سکتا۔ یہی وہ ایمان ہے جو ایک مومن کو سخاوت اور وسعتِ قلبی عطا کرتا ہے۔ مومن جانتا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ خدا کا ہے خدا کی امانت ہے اور اپنے محبوب کی رضا حاصل کرنے کا یہی طریق

باقی صفحہ نمبر ۳۹ پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا سے ڈرو اور پاک دلی سے اُس کی پرستش کرو

چاہیئے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دلی سے اُس کی پرستش کرو اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو اور بد صُحبت سے پرہیز کرو۔ اور آنکھوں کو بدنگاہوں سے بچاؤ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی سے بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچّے ناصح بنو۔ اور چاہیئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بدمعاشوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو۔ ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو اور چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں اور تم میں کبھی بدی اور بغاوت کا منصوبہ نہ ہونے پاوے۔ اور چاہیئے کہ تم اُس خدا کے پہچاننے کے لئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رُستگاری ہے اور وہ خدا اُسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دل کی سچائی اور محبت سے اُس کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اُسی پر تجلّی فرماتا ہے جو اُسی کا ہو جاتا ہے وہ دل جو پاک ہیں وہ اس کا تخت گاہ ہیں اور وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یاوہ گوئی سے مُنزّہ ہیں وہ اس کی وحی کی جگہ ہیں اور ہر ایک جو اس کی رضا میں فنا ہوتا ہے۔ اُس کی اعجازی قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے۔"

(کشف الغطاء صفحہ نمبر ۹ طبع اوّل)

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بُجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے جدا نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مُریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اُس کے چھُڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم سے نہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۲ سراج منیر صفحہ ۲۸)

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدۂ مہربان اپنے بچّوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچّائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳۴۴)

دُنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جُدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔

الوصیّت صفحہ ۷

موت کی نہ ٹلنے والی گھڑی کا خیال رکھو اور کل کا فکر آج کرو

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”متقی بن جاؤ اور متقی بھی ظاہر کے نہیں۔ اس لئے نہیں کہ لوگ تمہیں متقی اور پرہیزگار کہیں یا مجلسوں میں تمہاری تعریف کریں نہیں! نہیں!! وَاتَّقُوا اللّٰہَ اللہ کے لئے متقی بنو۔ متقی کے لئے یہ ضروری باتیں ہیں۔

اوّلاً ہر ایک کام جب کرو۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، دشمنی میں دوستی میں، عداوت اور محبت میں، مقدمہ ہو یا صلح ہو غرض ہر حالت میں یہ امر خوب ذہن نشین رکھو کہ نہیں معلوم کہ موت کی گھڑی کس وقت آجاوے وہ کونسا وقت ہوگا جب دُنیا سے اُٹھ جاویں گے اور اس وقت ماں باپ، بیوی بچّے، دوست یار، کنبے کے بڑے بڑے ہمدردی کا دم بھرنے والے انسان، مال، دولت غرض کوئی چیز نہ ہوگی جو اس وقت ساتھ دے۔ اس وقت اگر کوئی چیز ساتھ جا سکے گی تو وہ وہی انسان کا عمل ہوگا خواہ اچھا ہو، خواہ بُرا ہو۔ اور جیسا عمل ہوگا ایسا ہی اُس کا پھل ملے گا جیسے تم ہر روز دنیا میں دیکھتے ہو کہ ایک زمیندار گیہوں کے بیج بوکر جَو یا جَو بوکر گنّے کا پھل نہیں لے سکتا۔ پس اسی طرح پر جیسے عمل ہوں گے بدلہ ان کے ہی موافق اور رنگ کا ہوگا۔ یہی سچّی بات ہے کہ بھلے کام کا پھل دنیا اچھا اٹھاتی ہے۔ پس یہ بات ضرور ضرور یاد رکھو کہ جن کی خاطر انسان عداوتیں اور دشمنیاں کرتا ہے اور مکرو فریب اور کیا کیا شرارتیں کرتا ہے اور اس آخری ساعت میں اس کے ساتھ نہ جائیں گی۔ اکیلا ہی آیا ہے اور اکیلا ہی چلا جائے گا۔ بادشاہوں کی بادشاہت، امیروں کی امارت، دوستوں کی دوستی، کنبہ، گھر، پڑوس، گاؤں اور سارے شہر کے رشتہ دار یہیں رہ جاتے ہیں۔ پس ان ساری باتوں کو غور کرو اور موت کی آنے والی اور یقیناً آنے والی اور نہ ٹلنے والی گھڑی کا خیال رکھو اور اس خیال کے ساتھ ہی کل کا فکر آج کرو اور اپنے اعمال کا محاسبہ اور پڑتال کرلو۔ کیونکہ نیک بدلہ تب ہی ملے گا جبکہ اعمال بھی نیک ہوں گے۔

ثانیاً: متقی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ایمان سچا ہو اور اس کے عقائد نیک عقائد ہوں اور پھر اس پر اعمال بھی نیک ہوں۔ قدوس اور پاک خدا قدوسیت چاہتا ہے۔ ناپاک انسان پاک ذات سے تعلق پیدا نہیں کرسکتا۔“

(خطباتِ نور جلد اوّل صفحہ ۲،۲)

اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرو اور اپنے نیک اعمال پر فخر نہ کرو

ارشاد سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”تم یہ خیال مت کرو کہ تم نے بھی دین کی کوئی خدمت یا کام کیا ہے بلکہ تم خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں دین کی خدمت کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ تم اپنی خدمات کا خیال بھی کبھی دل میں نہ لاؤ۔ خوب یاد رکھو کہ جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہم نے خدماتِ دین کیں انہیں کو ٹھوکر لگتی ہے اور پھر ایسی ٹھوکر لگتی ہے کہ پھر ان کو اٹھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ پس تم یہ خیال نہ کرو کہ ہم نے یہ کام کیا ہے۔ تمہاری ہستی ہی کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بھی کبھی نہیں کہا کہ میری وجہ سے اس طرح ہوا ہے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حضور وفات کے بعد کہاں جائیں گے تو آپؐ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا تو جنّت میں جاؤں گا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کیا آپؐ کو بھی جنّت میں جانے کی نسبت معلوم نہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جنّت میں جانا اعمال پر منحصر نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ وہ جس کو چاہے گا جنّت میں داخل کرے گا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جیسے عظیم الشان انسان نے بھی اپنا جنّت میں جانا اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر بتلایا اور آپؐ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے ایسے ایسے کام کئے ہیں اس لئے میں ضرور جنّت میں جاؤں گا بلکہ آپؐ نے اعمال کو ہیچ سمجھا تو اور کون ہے جو اپنے اعمال پر بھروسہ رکھ سکے۔ جب حضرت خاتم النّبیینؐ جیسا انسان ایسی احتیاط کرتا ہے اور وہ بھی خدا کی قدرت اور جمال کو دیکھ کر اپنی کمزوری اور عاجزی کا اقرار کرتا ہے۔ تو تمہاری کیا ہستی ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرو، اگر تمہارے ہاتھوں سے کوئی خدمت سرانجام ہو تو یہ نہ کہو کہ ہم نے ایسا کیا بلکہ خدا کا شکر کرو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ نومبر ۱۹۱۴ء)

ہر چیز کیلئے خدا کی طرف رجوع کرو

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

خدا تعالیٰ تو اپنی کامل اطاعت چاہتا ہے مثلاً اس کا کہنا ہے کہ ہر چیز کا مالک میں ہوں۔ اس لئے بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بھی اگر تم ضرورت محسوس کرو تو پہلے میری طرف رجوع کرو اور پھر میری بتائی ہوئی تدبیر پر عمل کرو۔ تدبیر بھی اللہ تعالیٰ خود ہی بتاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا یہ پہلو کہ وہ مالک ہے اور وہی دیالو ہے یعنی دینے والا ہے اور یہ حکم کہ کسی اور کی طرف ہماری نگاہ نہ اٹھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مرد یا کسی عورت کی جوتی کا ایک تسمہ بھی ٹوٹ جائے، ایک تسمہ جو بالکل چھوٹی سی چیز ہے اگر وہ بھی ٹوٹ جائے تو اس وقت اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ میری جیب میں پیسے ہیں اور دکاندار کے شوکیس میں تسمہ پڑا ہے میں خود جا کر اس سے خرید سکتا ہوں اور خرید لوں گا۔ یہ خیال نہیں پیدا ہونا چاہیئے ورنہ اطاعت نہیں ہوگی۔ حکم یہ ہے کہ اگر تمہیں دنیوی لحاظ سے بظاہر حقیر چیز کی بھی ضرورت پڑے تو اپنے خدا سے رجوع کرو اور تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہونا چاہیئے کہ یہ تسمہ بھی مجھے سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ اور یہ حقیقت ہے دنیا کی تاریخ کی آنکھ نے اس قسم کے سینکڑوں واقعات مشاہدہ کئے کہ ایک شخص تسمہ لینے کے لئے گھر سے روانہ ہوا اور راستے میں اس کی جان نکل گئی۔ وہ دکان تک نہیں پہنچ سکا یا دکان سے تسمہ تو لے لیا لیکن واپس گھر آتے ہوئے خدا تعالیٰ نے اس کی روح قبض کر لی اور وہ اس تسمہ کے استعمال کے قابل ہی نہیں ہو سکا۔ پس قادر اور مالک اور اپنے قادرانہ تصرف کے ساتھ اس دنیا پر حکومت کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہمیں جو اس کے خلاف نظر آتا ہے جیسا کہ میں نے شروع میں کہا کہ شیطانی طاقتیں ابھریں اور انہوں نے دینِ حق کو مٹانا چاہا یہ اس لئے نہیں کہ خدا انہیں روک نہیں سکتا تھا بلکہ اس لئے کہ خدا چاہتا تھا کہ انہیں اجازت دے اور پھر اپنے قادرانہ تصرّف کے معجزات دنیا کو دکھائے اور اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں اور پیار کرنے والوں ..... پر اپنی محبت اور پیار اور اپنی رضا کا اس طرح اظہار کرے کہ دنیا حیران رہ جائے ... اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم واقعہ میں اللہ کی اطاعت میں تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرو گے تو ہم تمہیں یہ بشارت دیتے ہیں کہ تم میں جو بشری کمزوریاں ہیں ان کے بد اثرات سے ہم تمہیں محفوظ رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتوں کو نازل کرے گا، جو تمہارے دلوں اور تمہارے خیالات کی اصلاح کریں گے۔"

(جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء کے موقع پر احمدی مستورات سے خطاب)

آگے بڑھو اور اپنے خدا کی طرف سفر کرو

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"مغرب کا معاشرہ جس میں آج احمدی دم لے رہے ہیں یہ اسفل السافلین کا معاشرہ ہے۔ ہر طرف سے آپ کو آوازیں پڑیں گی کہ آؤ اور دنیا کی لذّتوں میں ہمارا ساتھ دو اور ہمارے ساتھ مل کر واپسی کے وہ سفر اختیار کرو جن کے نتیجے میں حیوانی اور بہیمانہ لذتیں حاصل کر رہے ہیں۔ دوسری طرف خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ یہ تمہاری تنزّل اور ذلتوں کے رستے ہیں۔ پھر خدا کی طرف تمہارا رجوع نہیں ہو سکے گا، سوائے اس کے کہ فرشتے ہانک کر تمہیں لے کے جائیں لیکن لذّتوں کی طرف نہیں، پھر جہنموں کی طرف تم ہانکے جاؤ گے۔ اس لئے اس مقام سے واپس نہ لوٹو، آگے بڑھو اور جن مقاصد کی خاطر تمہیں حیرت انگیز طور پر روحانی ترقی دی گئی ہے، شعور دیا گیا ہے، غیر معمولی طور پر لطافتوں کے ادراک کی طاقتیں عطا کی گئی ہیں، لطافتوں کو سمجھنے کی طاقتیں عطا کی گئی ہیں، ان پر غور کرو، ان سے سبق سیکھو اور آگے بڑھو اور اپنے خدا کی طرف حرکت کرو اور خدا کی طرف سفر کرو یہ سفر اس دنیا میں ہونا ضروری ہے ورنہ پھر اس دنیا سے جا کر یہ سفر اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہ بات ہے جو قرآن کریم بار بار آپ کو سمجھاتا ہے۔ یہ بات ہے جو آپ کو خصوصیت سے اپنی نئی نسلوں کو سمجھانی چاہیئے کیونکہ جب تک ایک مضبوط فلسفہ ان کی حفاظت نہیں کرے گا وہ دنیا کی ظاہری اور سرسری لذّات میں کھوئے جائیں گے۔ کوئی تنظیم اپنے کسی ممبر کے ساتھ ہمیشہ جڑ کر نہیں رہ سکتی۔ زندگی کے بہت ہی مواقع ہیں جن میں انسان تنہا سفر کرتا ہے اور تنظیم کی نظر وہاں تک نہیں پہنچتی۔ تنظیم کی پابندیاں اس کو کسی خاص حالت پر مقیّد نہیں رکھ سکتیں۔ ایسے وقتوں میں جو معاشرے کے غالب اثرات ہیں وہ یقیناً اس کو اپنی طرف کھینچنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ اس کا دل اور اس کا دماغ دونوں مطمئن ہوں کہ یہ معاشرہ گندا اور ظالم ہے اور اس کے لئے نقصان دہ ہے اور پوری طرح مطمئن ہوں کہ جو راہ اس نے اختیار کی ہے اس کے پیچھے ایک گہرا فلسفہ ہے، ایک بہت بڑی حکمت ہے۔ یہ باتیں سمجھنے کے بعد پھر وہ ان کے خطرات سے باہر آ سکتا ہے بشرطیکہ دعا کا بھی عادی ہو، بشرطیکہ وہ قدم قدم پر خدا تعالیٰ سے مانگنے والا ہو۔ اور اسی پر توکّل کرنے والا ہو۔ پس جہاں آپ جھوٹ سے توبہ کر کے خدا کی پناہ میں آئیں گے وہاں اس سفر میں جو یہ دوسرا سفر ہے خدا آپ کا یقیناً ساتھ دے گا اور غیر معمولی طاقت عطا کرے گا۔ ہر خطرے سے آپ کو بچائے گا اور اس رستے پر ڈال دے گا جو ... کبھی ختم نہ ہونے والا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ ستمبر ۱۹۹۰ء)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ اور شیریں منظوم کلام

منتخب اشعار

چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

تُو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

شور کیسا ہے ترے کُوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟

اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب مَوت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اسی کو یارو بُتوں میں وفا نہیں

سَر پہ خالق ہے اُس کو یاد کرو
یُونہی مخلُوق کو نہ بہکاؤ!

کب تلک جھُوٹ سے کرو گے پیار
کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ!

کچھ تو خوفِ خدُا کرو لوگو!
کچھ تو لوگو! خدُا سے شرماؤ!

عیشِ دُنیا سدا نہیں پیارو
اس جہاں کو بقا نہیں پیارو

یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
کوئی اِس میں رہا نہیں پیارو

اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دِل
ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دِل

وہ دُور ہیں خدُا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دَم اسیرِ نخوت و کبر و غرُور ہیں

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کِبر و غرُور و بُخل کی عادت کو چھوڑ دو

تقوٰی کی جَڑ خدُا کے لیئے خاکساری ہے
عِفّت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟

سچ سچ کہو، اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب!
پھر بھی یہ مُنہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

ہے سر رَہ پہ کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سَیل سے
حِیلے سب جاتے رہے اِک حضرتِ توّاب ہے

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بوسنیا کے مہاجرین سے غیر معمولی محبت کا سلوک کر رہی ہے

وقت بتائے گا کہ ہم اُمّتِ مُسلمہ کے سچّے خیر خواہ ہیں

آنے والے مظالم سے نجات کی یہی راہ ہے کہ مسلمان فوراً صبر کی پناہ میں آجائیں

ہم سے زیادہ ہمدردانہ مشورہ اُمّتِ مُسلمہ کو کوئی نہیں دے سکتا

ضرورت ہے کہ مسلمان ممالک سچائی اور صبر کی طرف لوٹیں، دنیا میں صبر جیسی کوئی طاقت نہیں ہے

فرمودہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمقام مسجد فضل لندن بتاریخ ۵ فروری ۱۹۹۳ء مطابق ۵ تبلیغ ۱۳۷۲ ہش

مرتّبہ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید، لندن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(سورۃ الصف: آیات ۱۱، ۱۲)

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ایک ہی نیکی کا مختلف رنگ میں بیان

قرآن کریم میں بسا اوقات ایک ہی نیکی کو مختلف رنگ میں مختلف الفاظ میں مختلف آیاتِ کریمہ میں بیان فرمایا جاتا ہے اور نتیجۃً بعض دفعہ خدا تعالیٰ کی بعض صفات بیان فرمائی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ بعض اور صفات۔ بعض دفعہ ثواب کا ایک نتیجہ دکھایا جاتا ہے اور بعض دفعہ ایک اور ثواب کا نتیجہ دکھایا جاتا ہے۔ درحقیقت گہرے غور سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف صورتحال میں کی جانے والی نیکی دراصل مختلف تقاضے رکھتی ہے اور انسانی حالات کے بدلنے سے نیکی کے اجر بھی بدلتے رہتے ہیں۔

یہ آیات جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں ایک ایسی تجارت کا ذکر فرمایا گیا جس کے نتیجہ میں انسان کو عذابِ الیم سے نجات ملے گی حالانکہ باقی جگہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے نتیجہ کے طور پر مثبت رنگ میں ثواب کا ذکر ملتا ہے۔ نہروں والی جنّات ہوں گی یا یہ ثواب ہوگا یا وہ ثواب ہوگا۔ جزاء کے بہت ہی خوبصورت نقشے کھینچے گئے ہیں لیکن اس آیت میں ایک مختلف انداز ہے۔ کسی مثبت اجر کا وعدہ نہیں بلکہ ایک منفی عذاب سے بچنے کی خوشخبری ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں۔ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ: جو تمہیں بہت ہی دردناک عذاب سے بچالے گی۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ: وہ تجارت کیا ہے؟ اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسول پر اور اُس کی یعنی اللہ کی راہ میں۔ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ: اپنے اموال کے ذریعہ اور اپنی جانوں کے ذریعہ مجاہدہ کرو۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ: یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ کاش کہ تم جانتے۔

گذشتہ خطبہ میں بوسنیا کے مسلمانوں پر ہونے والے جن مظالم کا ذکر کیا گیا تھا اُن سے تعلق سے مجھے اس آیت کا یہ مفہوم سمجھ آیا کہ انسان جب دنیا میں دردناک حالات سے متاثر ہوتا ہے۔ جب کسی اَور پر ظلم توڑا جا رہا ہوتا ہے اور اُس سے ہمدردی رکھنے والا دل کسی اور جگہ بیٹھا کٹ رہا ہوتا ہے تو بسا اوقات ایسے وقت میں عذاب الیم سے بچنے کے لئے انسان کی توجہ خصوصیت کے ساتھ دُعاؤں کی طرف پھرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف دُعاؤں سے کام نہیں چلے گا۔ دُعائیں وہی مقبول ہوتی ہیں جنہیں نیک اعمال رفعتیں بخش رہے ہوں۔ پس جب بھی تم دنیا میں عذابِ الیم کے نمونے دیکھو تو تمہیں ایک ایسے دردناک عذاب سے بچنے کے لئے بھی مجاہدہ کرنا چاہیئے جو انسانوں کے عائد کردہ دردناک عذاب سے بہت زیادہ

دردناک ہوگا۔ وہ عذابِ الیم ان لوگوں کے لئے مقدّر ہے جو بنی نوع انسان پر دردناک عذاب وارد کرتے ہیں۔ دنیا میں جتنی بدیاں ہیں اُن کے نتائج اُن بدیوں سے براہِ راست ایک نوعیت کا تعلق رکھتے ہیں۔ عذاب بھی اسی نوعیت کا ملتا ہے جیسی بدی ہو اور ثواب بھی اسی نوعیت کا ملتا ہے جیسی نیکی ہو۔ پس قیامت کے دن دردناک عذاب اُنہی لوگوں کو ملے گا جو اس دنیا میں خدا کے بندوں کو دردناک عذاب میں مبتلا کرتے ہیں اور بعض دفعہ یہ وعدہ دنیا میں بھی پورا ہوتا ہے مگر ملبے عرصہ کے بعد کیونکہ قرآن کریم میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کو مخاطب کرکے یہ فرمایا گیا کہ بعض چیزیں جو ہم تیرے دشمنوں کے لئے وعدہ کر رہے ہیں انہیں ضرور ملیں گی، کچھ ہو سکتا ہے تُو اپنی زندگی میں دیکھ لے اور کچھ تیری زندگی کے بعد دکھائی جائیں گی۔ کچھ اِس دُنیا کے عذاب ہیں کچھ اُس دُنیا کے عذاب ہیں کیونکہ خدا کا تناظر اور ہے اور بندے کا تناظر اور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ ساری کائنات ایک سطح کی طرح ہے۔ اس میں نہ کوئی ماضی ہے نہ حال نہ مستقبل۔ وہ ایک ایسی نظر سے سب واقعات کو اور کائنات کو دیکھ رہا ہے جیسے اس کی تصویر سامنے بچھ گئی ہو۔ پس یہ دنیا ہو یا وہ دنیا ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وقت کی کوئی جلدی نہیں اور خدا کے صبور ہونے کا ایک یہ بھی مطلب ہے۔ انسان وقت کی نسبت سے بے صبرا ہوتا ہے، وقت جتنا آہستہ گزرے اور نتیجہ سے زیادہ پیار ہو (ان دونوں کے درمیان ایک ایسی نسبت ہے کہ وقت آہستہ گزرے) تو نتیجہ دور دکھائی دینے لگتا ہے۔ جس سے پیار ہو اُس کے انتظار میں وقت ویسے ہی آہستہ گزرتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں بے صبری پیدا ہوتی ہے مگر وہ خدا جو SPACE TIME کا خدا ہے ایسی کائنات کا خدا ہے جہاں مکان اور وقت دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے ہیں اور ایک ہی چیز کے دو جزو بن جاتے ہیں جیسے دو دھاگوں سے ایک چیز بُنی جا رہی ہو۔ ایسے ہی عالمِ وجود وقت اور SPACE دونوں کی بُنتی کا نام ہے۔ وہ خدا جو وقت اور مکان سے بالا ہے اس کو یہ ساری چیزیں اپنے سامنے کھُلی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں، اس لئے اُسے انتظار میں بے صبری پیدا نہیں ہو سکتی۔ جسے چیز سامنے دکھائی دے اِس طرف بھی اور اُس طرف بھی اُس کے لئے بے صبری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس حقیقت میں اللہ ہی کی ذات صبور ہے ورنہ انسان خواہ کتنا ہی صبر والا ہو کچھ نہ کچھ صبر کے عدم کی کیفیات بھی اس کے ساتھ لگی رہتی ہیں، کچھ نہ کچھ بے چینی ضرور رہتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھیں کہ خدا کی طرف سے غیر معمولی قوت یافتہ تھے لیکن اسلام کی فتح کے انتظار کی باتیں کرتے ہیں تو بے قرار ہو جاتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی بسمل خاک اور خون میں لتھڑا ہوا تڑپ رہا ہو اور عرض کرتے ہیں کہ ؎

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

پس حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی بھی اگر کوئی بے چینی تھی یا کوئی بے صبری تھی تو وہ خدا ہی کے سامنے بیان ہوتی تھی مگر تھی وہ غلبۂ اسلام اور نیکیوں کے غلبہ سے متعلق۔

اللہ تعالیٰ سزا میں جلدی کرتا ہے نہ جزاء میں

جس چیز سے محبت ہو وہ اگر سامنے دکھائی نہ دینے لگے تو ظاہر ہے کہ اُس کے انتظار میں ایک تکلیف کی حالت پیدا ہوتی ہے اور اسی کو بے صبری کہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دنیا ہو یا وہ دنیا عملاً حقیقتاً کوئی بھی فرق نہیں اس لئے وہ عذاب میں بھی کوئی جلدی نہیں کرتا اور بعض دفعہ عطاء میں بھی کوئی جلدی نہیں کرتا۔ عطاء میں ہماری بے صبری کی خاطر جلدی کرتا ہے اور کچھ دے دیتا ہے، جیسا کہ ہماری جماعت میں کثرت سے یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بعض دفعہ اِدھر سے نیکی کی، اُدھر سے جزاء مل گئی۔ ہاتھوں ہاتھ، نقد و نقد سودے چل رہے ہیں لیکن وہ حقیقت میں جزاء نہیں ہے۔ وہ مٹھاس کا ایک لُقمہ ہے جو چکھایا جا رہا ہے جیسے کوئی ماں کھانا پکا رہی ہو اور اس کی بڑی اچھی خوشبو اُٹھ رہی ہو بچہ پاس سے گزرتا ہے تو ماں اُسے بُلا کر تھوڑا سا چکھا دیتی ہے، یہ مطلب تو نہیں کہ سارا کھانا ہی اُس کو مل گیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بھی نہ سزا میں جلدی کرتا ہے نہ جزاء میں جلدی کرتا ہے ہاں چکھاتا ہے چنانچہ بعض دفعہ عذاب کے لُقمے بھی چکھائے جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ؎

یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل کے دن
وہ تو اِک لُقمہ تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار

جس طرح صبح صبح ایک لُقمہ کھلایا جاتا ہے نہاری کے طور پر یہ وہ کھلایا گیا ہے، ابھی بہت عذاب آنے والے ہیں۔ پس اس نسبت سے اس آیت کا تعلق مجھے ان دردناک حالات سے معلوم ہوا جو عالمِ اسلام پر اس وقت وارد ہیں اور دن بدن ان کا دکھ بڑھتا چلا جا رہا ہے اور دردناک عذاب دینے والوں کی بیبا کی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

بوسنیا کے مہاجرین سے جماعت احمدیّہ کا محبت بھرا سلوک

بوسنیا کے متعلق خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جماعت احمدیّہ ہر ملک میں جہاں جہاں بھی بوسنیا کے مہاجرین ہیں غیر معمولی محبت کا سلوک کر رہی ہے اور بہت محنت کر رہی ہے۔ چنانچہ تفصیل سے جو رپورٹیں ملتی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگ تو اس بات کے لئے وقف ہو گئے ہیں۔ دن رات بوسنیا کے مظلوموں کی خدمت کرنا، اُن سے تعلقات استوار کرنا، اُن کو مسجدوں میں لے کر آنا یا اُن پر پہنچ کر اُن کو نیکی کی باتیں پہنچانا اور پھر ہمدردی کے تمام عملی ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے ان کے زخموں کو مندمل کرنے کی کوشش کرنا یہ یورپ کی جماعتوں میں ایک عام دستور ہے اور انگلستان میں خصوصیّت کے ساتھ اس سلسلہ میں بہت کام ہو رہا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے بہت ہی احسان کے ساتھ اس بات کا ذکر کرتا ہوں کہ یہاں کی لجنہ کو خصوصیّت سے بہت عمدہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ چنانچہ چند دن پہلے اسلام آباد (لندن) میں بوسنین خواتین اور بچّوں پر مشتمل ایک بڑا قافلہ آیا جس کا انتظام دو تین جگہ کی لجنات کی شاخوں نے کیا اور بڑی محنت سے احمدی خواتین ان کے گھروں تک پہنچیں۔ ان کو ساتھ لے کر آئیں اور ایک کافی دلچسپ مجلس لگی۔ دلچسپ ان معنوں میں تھی کہ جو آنسو اس مجلس میں بہتے تھے وہ خوشی کے بھی تھے اور غم کے بھی تھے۔ ان چہروں کو جس نے نہیں دیکھا اس کو تصوّر نہیں ہو سکتا کہ کیسی عجیب کیفیات کے حامل وہ چہرے تھے۔ ایک طرف اسلام کے نام پر بے لوث محبت کے نتیجہ میں

پگھلے جا رہے تھے اور دوسری طرف ان کو اپنے دردناک ماضی کی یادیں آتی تھیں جو قریب کا ماضی ہے اور اس کے نتیجہ میں چہرے پر عجیب قسم کی وحشت دوڑنے لگتی تھی۔ بعض آنکھوں میں مسکراتے ہوئے بھی اتنا گہرا غم تھا کہ اُن میں ڈوب کر انسان کے دل میں ایک ہَول اٹھتا ہے کہ کس گہرائی کا غم ہے جس کی کوئی اتھاہ دکھائی نہیں دیتی۔

بوسنیا کے مسلمانوں پر ناقابل بیان مظالم

اس ضمن میں خدام الاحمدیہ (یو۔کے) کے سابق صدر صاحب کے سپرد میں نے جو کام کئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ بوسنیا وغیرہ سے متعلق نظر رکھیں کہ کیا ہو رہا ہے، دانشور کیا کہہ رہے ہیں اور مختلف سمت سے بوسنیا کے حق میں یا ان کے حالات کے مختلف پہلوؤں پر جو آوازیں اٹھ رہی ہیں ان کو ریکارڈ کریں۔ چنانچہ انہوں نے اب تک جو مضامین اکٹھے کر کے مجھے دیئے ہیں ان میں بعض ایسے مضامین ہیں جو فی الواقعہ پڑھے نہیں جا سکتے۔ ۵۰ ہزار سے زائد مسلمان خواتین کی جس دردناک ظالمانہ طریق پر بے حرمتی کی گئی ہے اس کی تفصیل بیان کرنے کا نہ یہ موقعہ ہے نہ مجھ سے ہو سکے گی لیکن ان میں سے اکثریت کو پھر بہیمانہ سلوک کے بعد بڑے ہی ناقابل بیان طریق پر یا ذبح کیا گیا ہے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہوئے گولیاں مار مار کر مارا گیا ہے۔ اتنے مظالم ہیں کہ آپ ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کس طریق پر کیسے کیسے مظالم توڑے گئے اور بہت سے ایسے مظالم ہیں جہاں ظلم کرنے والوں نے بعض دوسرے یورپین انٹرویو لینے والوں کو انٹرویو کے دوران بڑے فخر سے بتایا کہ ہم یہ یہ کرتے ہیں اور ہمیں اسی کا حکم دیا گیا ہے، تو بہت ہی دردناک حالات ہیں اور یہ دردناک حالات ایک غیر منصفانہ دور میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھی منتقل ہو سکتے ہیں۔

انصاف سے خالی دلوں کا نیو ورلڈ آرڈر

یہ دور ناانصافیوں کا دور ہے۔ یہ جو NEW WORLD ORDER کا تصوّر ہے یہ کوئی خدا کا تقویٰ رکھنے والوں کا تو نیو ورلڈ آرڈر نہیں ہے۔ یہ اللہ سے اور بندوں سے محبت رکھنے والوں کا نیو ورلڈ آرڈر تو نہیں ہے۔ یہ انصاف اور رحم سے خالی دلوں کا نیو ورلڈ آرڈر ہے۔ یہ ایک ایسی تعلّی کی آواز ہے جو آپ کو سنائی دے رہی ہے۔ جب ایک ظالم دیکھتا ہے کہ اب اس کے ہاتھ روکنے والا دوسرا ظالم میدان میں نہیں رہا تو پھر چنگھاڑتا ہوا وہ اپنے شکار پر حملہ آور ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کوئی میرے ہاتھ روک نہیں سکتا۔ یہ جو جانوروں کی دنیا کے نقشے تصویروں میں دکھائے جاتے ہیں ایسے حالات بعض دفعہ ان میں دکھائی دیتے ہیں۔ ایک جانور کو گرا کر زخمی کر کے ایک درندہ اُس کو کھانے پر تیار بیٹھا ہے کہ ایک اور درندہ دوسری طرف سے آجاتا ہے اور دونوں ایک دوسرے پر کچھ دیر غراتے ہیں اور اس کے بعد ایک جو کمزور ہے وہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ پھر وہ اس کو جس طرح بے فکر ہو کر بھنبھوڑتا ہے اور جس طرح بھنبھوڑنے والے یعنی فاتح درندے کے چہرے پر جیسے بے تکلّف ظلم کے آثار ہوتے ہیں کہ کوئی نہیں ہے مجھے پوچھنے والا یہی حال آج کی دنیا میں طاقتور قوموں کا ہے۔ یہ نیو ورلڈ آرڈر ہے جس کو دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

عالم اسلام پر دنیا بھر میں ہونے والے مظالم

آپ عالم اسلام پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو آپ کو ایک طرف بوسنیا دکھائی دے گا، ایک طرف فلسطین دکھائی دے گا، ایک طرف کشمیر اور بمبئی اور اسی طرح ہندوستان کے بعض دوسرے علاقے دکھائی دیں گے۔ پھر آپ کو عراق میں مختلف مناظر نظر آئیں گے۔ کہیں وہ شیعہ یا کرد اقلیتیں ہیں ———— جن پر کہا جاتا ہے کہ صدام حسین نے ظلم کئے تھے ———— کہیں سارے عراق کے باشندے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ڈکٹیٹر کے جبر کے نیچے مجبور ہیں اور اس کے مقابل پر ان سب پر عرصۂ حیات تنگ کر دینے کی ظالمانہ کارروائیاں اور یہ کہتے ہوئے ان کو مجبور کرنا کہ جب تک تم صدام حسین کو اپنے اوپر سے ہٹاؤ گے نہیں ہم تم پر ظلم کرتے رہیں گے۔ عجیب و غریب انصاف کے نئے تصوّر کھینچے جا رہے ہیں جن کی کسی معمولی عقل رکھنے والے کو بھی سمجھ نہیں آسکتی کہ کیسا انصاف ہے۔ ایک طرف فلسطین کا حال ہے۔ وہاں ایک چھوٹے سے دائرے میں رہنے والی چھوٹی سی حکومت رعونت میں بہت بڑھی ہوئی حکومت ہے اور وہ جب چاہے جس طرح چاہے بیچارے نہتے فلسطینیوں پر جس رنگ میں چاہے ظلم کرتی چلی جائے اور اُس کے متعلق جب کوئی آواز اٹھتی ہے تو اس پر بڑی قوموں کا ایک ردّ عمل ہوتا ہے۔ دوسری طرف بوسنیا کے مسلمانوں پر مظالم کا ایک ردّ عمل ہے۔ تیسری طرف کشمیر کے اور ہندوستان کے دیگر مسلمانوں پر مظالم کا ایک ردّ عمل ہے پھر عراق کی بات ہے۔ ان سب کا موازنہ کر کے آپ دیکھیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہر جگہ پیمانے بدلے ہیں۔ کہیں آنکھیں بند کر لی گئی ہیں تو ذکر ہی کوئی نہیں چل رہا حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ کشمیر میں مسلمانوں پر ایسے زبردست مظالم توڑے جا رہے ہیں کہ خود ہندو مُنصف مزاج لوگوں نے اور صاحب حق لوگوں نے اس کے خلاف بڑی شدّت سے آواز اٹھائی ہے۔ حکومت کی قائم کردہ تحقیقاتی کمیٹیوں نے ثابت کیا ہے کہ ہماری فوج کی طرف سے بہت ہی بہیمانہ مظالم مظلوم مسلمانوں پر توڑے گئے ہیں لیکن آپ کو کوئی ذکر نہیں ملے گا کہ یہاں کوئی واقعہ بھی ہو رہا ہے لیکن عراق کو دیکھیں، کہا جاتا ہے اس نے کسی وقت شیعوں پر ظلم کئے تھے یا کردوں پر کئے تھے چنانچہ ان موہوم ظلموں کی یاد میں عراق کی ساری آبادی کو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ایک طرف یہ انصاف ہے۔

اسرائیل کی رعونت کا حال

دوسری طرف اسرائیل کا حال ہے کہ تمام دنیا کی اپیلوں کو ردّ کرتے ہوئے، تمام دنیا کی طرف سے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اور یونائیٹڈ نیشنز میں اس موضوع پر بحثوں کے باوجود اسرائیل اپنی جگہ پر اڑا رہا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں ان چار سو فلسطینی مسلمانوں کو واپس اپنے ملک میں لے لوں جن کو اسرائیل کی حکومت نے جبراً اپنے ملک سے باہر نکال پھینکا ہے جن کا کوئی بھی ملک نہیں۔ جن کو مدد دینے کے لئے جو کوششیں کی جاتی ہیں ان کی راہ میں بھی خود اسرائیل روک ہے۔ بہت ہی دردناک حالات میں کیمپوں میں زندگی گزار رہے ہیں اُن کے متعلق ساری دنیا کی اپیلیں ردّ کی جا رہی ہیں کہ ہمیں کوئی پروا نہیں۔ جب یہ معاملہ سیکیورٹی کونسل میں پہنچا تو ابتدائی ریزولیوشن کے الفاظ (یوں معلوم ہوتا تھا کہ) اگر منظور ہو گئے تو اسرائیل کے لئے اب کوئی فرار کی

راہ باقی نہیں رہے گی۔ بڑے شدّت کے الفاظ کے ساتھ جس طرح عراق کے خلاف استعمال کئے گئے تھے اس سے کچھ ملتے جلتے تھے، ویسے سخت نہ سہی لیکن ان میں سیکیورٹی کونسل سے یہ مطالبہ تھا کہ ایک ریزولیوشن پاس کرو کہ اگر اسرائیل نے ان چار سو مسلمانوں کو واپس قبول نہ کیا تو اس کے خلاف SANCTIONS عائد کی جائیں گی یعنی پابندیاں عائد کی جائیں گی کہ اُس کے ساتھ تمام دنیا کے تجارتی اور دیگر روابط کٹ جائیں۔ اس کا اسرائیل نے جو جواب دیا وہ آپ لوگوں نے ٹیلی ویژن میں بھی دیکھا ہوگا، اخبارات میں بھی پڑھا ہوگا، ریڈیو پر سنا ہوگا۔ ایسی بیباکی سے سر اٹھا کر یونائیٹڈ نیشنز کی آواز کو یوں ٹھوکر ماری ہے جیسے کوئی بھونکنے والے کتّے کا منہ توڑتا ہے اور امریکہ کے صدر کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ تم کر کے تو دیکھو۔

احمدیّہ ہوسٹل کا ایک پرانا واقعہ

اور پھر اس کا جو نتیجہ نکلا اس پر مجھے پرانے زمانے کا احمدیہ ہوسٹل کا ایک واقعہ یاد آگیا جبکہ ہم گورنمنٹ کالج میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ تقسیم ہند سے پہلے کی بات ہے۔ وہاں ایک دفعہ راجہ محمد اسلم صاحب جو بڑے ذہین مشہور تھے اور بہت مخلص تھے اور مقابلے کے امتحانوں میں گولڈ میڈل لینے والے تھے ان کا ایک صدمہ کی وجہ سے دماغ پھر گیا تھا تو وہ بیچارے اس حالت میں احمدیّہ ہوسٹل میں آکر قیام پذیر ہوئے جبکہ سر پر یہ جنون سوار تھا کہ میں لوگوں کی شادیاں کراؤں اور آج بھی کئی احمدیوں کے دماغ میں یہ ہے۔ میں کسی دن اس کا ذکر کروں گا۔ ان کو شادیوں کا شوق اس لئے تھا کہ جس وجہ سے وہ پاگل ہوئے تھے وہ شادی کے سلسلہ میں ہی ایک صدمہ تھا۔ بہت ہی قابل انسان۔ بہت ہی مخلص اور فدائی اور غیر معمولی ذہین لیکن اس ٹھوکر میں آکر ان کا دماغ چل گیا۔ احمدیّہ ہوسٹل بیٹھے بیٹھے قریباً ہفتہ گزر گیا۔ وہ آئے دن لوگوں کے رشتے جوڑتے تھے۔ کسی لڑکے کو پکڑ لیا کہ آؤ میں نے تمہارے لئے فلاں رشتہ ڈھونڈا ہے اور کسی دوسرے کو پکڑا کہ تمہارے لئے فلاں رشتہ ڈھونڈا ہے۔ کسی کو دوسری شادی کسی کو تیسری شادی کی تلقین۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہت شریف انسان تھے بڑے نرم دل اور تحمل سے بات کرنے والے لیکن آخر وہ تنگ آگئے۔ انہوں نے ایک دفعہ صبح کی نماز کے بعد راجہ صاحب کو مخاطب کر کے بڑے ادب سے فرمایا کہ دیکھیں راجہ صاحب! میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔ بڑی عزّت ہے لیکن قانون، قانون ہی ہے۔ اب دیکھیں جماعت کا قانون ہے کہ کوئی غیر طالب علم جو اس ہوسٹل کا باشندہ نہیں ہے وہ یہاں نہیں رہ سکتا اور آپ کو سات دن ہو گئے ہیں تو میں بڑے ادب سے آپ سے بات کر رہا ہوں کہ مہربانی فرما کر یہ جگہ چھوڑ دیں۔ انہوں نے فوراً پلٹ کر اُن سے کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب یہ آپ حکم دے رہے ہیں یا درخواست کر رہے ہیں کیونکہ ان کی دیوانگی کا ایک رعب تھا اور سپرنٹنڈنٹ صاحب ویسے ہی ذرا شریف النفس اور نرم دل کے آدمی تھے اُنہوں نے گبھرا کر کہا کہ راجہ صاحب میں درخواست کر رہا ہوں۔ عرض کر رہا ہوں۔ فوراً راجہ صاحب نے کہا: چل اُوے ٹیکیا نامنظور۔

"ٹیکیا" پنجابی محاورہ ہے۔ مجھے تو ابھی تک اس کا مطلب سمجھ نہیں آیا لیکن کوئی تحقیر کا ایک لفظ ہے کہ چل اُوے ٹیکیا نامنظور کہ اگر درخواست ہے تو یہ نامنظور ہے تو اسرائیل کے سلسلہ میں وہ جو تحکّمات تھے اب وہ درخواست بن گئے ہیں۔ جب اسرائیل نے اسی دیوانگی کے عالم میں جو تکبّر اور رعونت سے پیدا ہوتی ہے مڑ کر کہا کہ بتاؤ یہ کیا ریزولیوشن منظور ہونے والا ہے۔ حکم دینے لگے ہو یا درخواست کرنے لگے ہو تو انگلستان جس نے یہ ریزولیوشن MOVE کیا تھا انہوں نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضور ہم درخواست کر رہے ہیں۔ اس کا جواب وہی ہو گا جو میں بتا چکا ہوں کہ چل اُوئے ٹیکیا نامنظور یہ انصاف کا اور دنیا میں امن قائم کرنے کا ایک پیمانہ ہے جو مغربی قومیں آپس کے تعلقات میں برتتی ہیں۔

مغربی قوموں کے انصاف کے مختلف معیار

جب یوگوسلاویا کے عیسائی یا دہریہ ظالم ہوں اور مسلمان مظلوم ہوں۔ جب فلسطین کے مظلوم اور دنیا کے ستائے ہوئے بیچارے مسلمان مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہوں اور اپنے ساتھی سفید فام یہودی ظلم کرنے والے ہوں تو انصاف کے تقاضے، امن قائم کرنے کے پیمانے سب کچھ بدل جاتے ہیں۔ دوسری طرف اگر مسلمان کو ظالم کے طور پر پیش کیا جائے خواہ وہ مسلمانوں پر ہی کر رہا ہو تو ان سے برداشت نہیں ہوتا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر ظلم کرے۔ کہتے ہیں یہ صدّام حسین کیسا مسلمان بنا پھرتا ہے، اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم کر رہا ہے۔ ہم دنیا کی آزاد قومیں برداشت کیسے کر سکتی ہیں کہ کوئی مسلمان اپنی رعونت میں اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم کرے جب بابری مسجد کے نتیجہ میں مظالم کا ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ ان کی اندرونی باتیں ہیں۔ ملک کے اندر کیسے کوئی دخل دے سکتا ہے، ہندوستان ایک آزاد ملک ہے۔ کشمیر کا معاملہ ہندوستان کا معاملہ، بابری مسجد کے قصّے ہندوستان کے قصّے۔ بیرونی طاقتوں کو کیا حق ہے کہ کسی اور ملک میں جا کر دخل اندازی کرے تو یہ ہے انصاف کا عالم اور یہ نیو ورلڈ آرڈر ہے۔ سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس وقت کیا کرنا چاہیئے؟ کیا کر سکتے ہیں؟ جو بات میں کہوں گا وہ بظاہر عملاً آپ کو چھوٹی دکھائی دے گی لیکن بہت بڑی بات ہے کیونکہ قرآن کریم نے ان مسائل کا یہی حل بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ وَالعصر میں جس کا میں پہلے بھی بارہا ذکر کر چکا ہوں اس زمانے کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا گیا۔

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ (سورۃ العصر: آیت ۲-۳)

زمانہ گواہ ہو گا کہ جب نا انصافی کی حکومت ہو گی۔ جب عدل دنیا سے اٹھ جائے گا تو انسان لازماً گھاٹے میں ہو گا۔ اس میں نا انصافی اور عدل کے فقدان کا ذکر دراصل اگلی نصیحت کے دوسرے پہلو میں شامل ہے۔ اگر علاجِ حق بیان کیا جا رہا ہو تو صاف ظاہر ہے کہ جھوٹ کی حکومت ہے اور جھوٹ بیماری ہے جس کے نتیجہ میں انسان گھاٹے میں ہے۔ جب صبر کی نصیحت کی جا رہی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ظلم ہو رہا ہے اور عدل کا خون ہو رہا ہے۔ پس یہ مضمون میں اپنی طرف سے اس چھوٹی سی سورۃ کی طرف منسوب نہیں کر رہا۔ اس سورۃ کے اندر گہرے مطالب پنہاں ہیں جو باقاعدہ تلاش سے دکھائی دینے لگتے ہیں، نظر آتے ہیں۔ کھلم کھلا وہاں موجود ہیں۔ پس فرمایا کہ کل عالم اُس وقت گھاٹے میں ہو گا اور زمانہ اپنے اطوار سے اُس گھاٹے کی گواہی دے گا۔ نصیحت یہ فرمائی کہ اس کا علاج حق سے کرنا اور حق کی نصیحت کرتے ہوئے کرنا۔ سچائی پر قائم کرتے ہوئے سچائی کی نصیحت کرنا اور صبر پر قائم رہتے

ہوئے، صبر کا دامن پکڑتے ہوئے صبر کی نصیحت کرنا۔ اس نصیحت میں درحقیقت زمانے کی دو بیماریاں ہمیں بتادی گئیں اور مفسرین بالعموم مثبت پہلو کو تو سامنے رکھتے ہیں اور رکھنا بھی چاہیئے لیکن یہ معلوم نہیں کرتے کہ یہ مثبت پہلو کیوں بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ زمانہ ان دونوں باتوں سے عاری ہوگا۔

سچ پر قائم ہونے کی نصیحت

اس لئے ان کی تلقین فرمائی گئی کہ اے مسلمانو! اگر تم زمانے کی تقدیر بدلنا چاہتے ہو تو بیماری کو دیکھو، بیماری کا حل تلاش کرو۔ جیسی بیماری ہے ویسی دوا ہونی چاہیئے اور فرمایا کہ ہم تمہیں دوا بتا دیتے ہیں اور وہ بعینہٖ مرض کے مطابق ہے۔ دوا یہ ہے کہ سچ پر قائم ہو جانا اور سچ کی تعلیم میں سچائی سے کام لینا۔ دوا یہ ہے کہ صبر کی نصیحت کرنا لیکن صبر پر قائم رہتے ہوئے، خود صبر کے نمونے دکھاتے ہوئے۔ ان آیات سے اس وقت کی دنیا کا جو منفی نقشہ اُبھرتا ہے وہ مجھے بالکل صاف دکھائی دے رہا ہے۔ ایسا زمانہ ہے جہاں سارے بدبخت جھوٹے ہو گئے ہیں، چھوٹے بھی جھوٹے، بڑے بھی جھوٹے، سیاستدان بھی جھوٹے اور مذہبی راہنما بھی جھوٹے۔ حکومتیں بھی جھوٹی اور رعایا بھی جھوٹی۔ امیر بھی جھوٹا اور غریب بھی جھوٹا۔ اگر جھوٹ کا یہ نقشہ اتنا عام نہ ہوتا تو خدا سارے زمانہ کو یہ نہ کہتا کہ گھاٹے میں چلا گیا ہے۔ سارا انسان گھاٹے میں نہ جاتا۔ ''الانسان'' کے گھاٹے میں جانے کا مطلب یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان ان بدصفات میں ملوث ہو چکے ہیں۔ ان برائیوں، ان جرائم میں ڈوب گئے ہیں۔ ہر جگہ جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ پس آج کی سیاست کا جو نقشہ آپ کو دکھائی دے رہا ہے۔ آج تجارت کے جو نقشے آپ کو دکھائی دیتے ہیں۔ ملک میں حکومت اور رعایا کے تعلقات کے جو نقشے آپ کو نظر آتے ہیں جس طرف آپ نظر ڈال کر دیکھ لیں سب میں بنیادی جرم جھوٹ کا جرم ہے جو قدرِ مشترک ہے اور یہ اتنا عام ہے کہ ہر سطح پر رچ بس گیا ہے اور ایک کا دوسرے سے فرق نہیں کیا جا سکتا۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ یہ رعایا جھوٹی ہے یا بادشاہ جھوٹا ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ جس زمانہ کی ہم بات کر رہے ہیں رعایا بھی جھوٹی ہوگی اور بادشاہ بھی جھوٹا ہوگا، چھوٹے ملک بھی جھوٹے ہوں گے اور بڑے ملک بھی جھوٹے ہوں گے اور اگر تم زمانہ کو اس مرض سے شفاء بخشنا چاہتے ہو تو تمہیں سچا ہونا پڑے گا۔ سچائی کا دامن پکڑو گے اور پھر سچائی کی نصیحت کرو گے تو تمہاری نصیحت میں طاقت ہوگی اور زمانے کے اطوار بدل سکو گے ورنہ نہیں۔

ظلم کے خلاف اٹھنے والے خود ظالم بن گئے

پھر صبر کا مضمون چھیڑ کر بتایا کہ لوگ بہت مظلوم ہوں گے۔ انسان بحیثیت انسان مظلوم ہوگا اور یہ جو نقشہ ہے یہ حقیقت میں مالک پر بھی اطلاق پاتا ہے اور مزدور پر بھی، حکومت پر بھی اور رعایا پر بھی کیونکہ جن ملکوں پر آپ ظالم حکومتوں کو دیکھتے ہیں ان کے گذشتہ چند سال کے انقلابات پر (اگر وہاں انقلاب آئے ہوں) غور کر کے دیکھ لیں اور اسی سے باقی دنیا کے حالات کا اندازہ کریں تو پتہ چلے گا کہ انقلاب لانے والے بھی جب حکومتوں پر فائز ہوتے ہیں تو ظالم بن کر ہی اُبھرتے ہیں۔ جب اشتراکیت کا انقلاب آیا تھا تو وہ ظلم کے خلاف انقلاب تھا لیکن انقلاب خود اپنی ذات میں ظالمانہ تھا جب ظلم کے نام پر ظالم کے خلاف جہاد کرنے والے حکومت پر فائز ہوئے تو وہ خود ظالم بن گئے۔ اسی طرح ظلم کے خلاف ایک انقلاب ایران میں ہوا تھا اور بعد میں جس طرح بعض لوگوں کا قتل عام ہوا ہے دنیا کا کوئی انصاف پسند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ظلم کا جواب اس طرح دیا جانا چاہیئے تو جہاں جہاں بھی دنیا میں انقلاب آرہے ہیں۔ ایک ظالم کے خلاف ایک مظلوم انقلاب لاتا ہے لیکن جب اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں پہلے ظالم فائز تھا تو خود ظالم بن کر ظاہر ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مخفی ظلم کی رگ ہر انسان کے اندر پھڑک رہی ہے ہر انسان سے مراد یہ نہیں کہ استثناء کوئی نہیں۔ قرآن کریم خود استثناء فرما رہا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اتنی عام بات ہے کہ گویا ہم کہہ سکتے ہیں سارا زمانہ ظلم کا شکار ہو چکا ہے اور بے صبرا ہو گیا ہے۔ بے صبرا پن اُن لوگوں کا بہت ہی خوبصورت نقشہ کھینچ رہا ہے جن کو حکومت میں بھی چین نہیں اور جو محکوم ہے ان کو تو ویسے ہی چین نہیں۔ امیروں کو بھی چین نہیں اور غریبوں کو بھی چین نہیں ہے۔ اگر آپ اس وقت دولتمندوں کا حال دیکھیں تو آپ حقیقت میں حیران ہوں گے کہ دولتمند بھی بڑے سخت بے چین اور بے قرار ہیں۔ ان میں بھی ایسی تکلیفیں ہیں جنہوں نے ان کو بے صبر کر دیا ہے اور کئی دفعہ اچانک ایسے حالات سامنے آتے ہیں جن سے ہمیں نمونۃً اندازہ ہو جاتا ہے کہ بظاہر خوش باش اور عیش و عشرت میں ملوث دولتمندوں کے دلوں کی کیا کیفیت ہے ابھی چند دن ہوئے انگلستان کے ایک امیر ترین آدمی کی ایک بیٹی نے خودکشی کی ہے جس کی کہانیاں اخبارات اور ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ عام مشتہر کی گئیں اور دنیا کی ہر نعمت ہر چیز تھی۔ بے حد محبت کرنے والا باپ تھا لیکن دل تھا کہ اس میں ایک جہنّم بھڑک رہی تھی اور بعض دفعہ ایسے ایسے واقعات نظر آنے لگ جاتے ہیں یعنی سطح پر ابھر آتے ہیں لیکن سطح کے نیچے ایک تلاطم برپا ہے۔ وہ خدا جو عالم الغیب والشہادہ ہے اُس کے لئے تو نہ سطح کی کوئی حقیقت نہ تہہ کی کوئی حقیقت۔ بیک وقت اس کی سطح پر بھی نظر ہوتی ہے اور تہہ پر بھی نظر ہوتی ہے۔ پس جھوٹ کا قرآن کریم میں جو نقشہ کھینچا گیا کہ کلُ عالم کو جھوٹ غرق کر دے گا۔ انسان بحیثیت انسان جھوٹا ہو جائے گا۔ اس کا تو ہمیں علم ہے۔ ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن صبر کا جو مضمون ہے اس کے بعض حصّوں پر ہماری نظر ہے، بعض حصّوں پر نہیں ہے۔ اس لئے پہلی گواہی کے سچّا ہونے کے نتیجہ میں ہم پورا یقین کر سکتے ہیں کہ اگلی بات بھی ہر طرح سچّی ہے۔

مسلمانوں کو صبر کی نصیحت

یہ جو بڑی بڑی حکومتیں ہیں ان کے سربراہ اور حکومت پر فائز افسران یا سیاستدان یہ خود بھی بے چین ہیں اور یہ بے چینی بڑھ رہی ہے چنانچہ اس وقت یورپ میں جو کیفیت ہے اگر آپ گہری نظر سے یورپ کی سیاست کا تجزیہ کریں تو ہر حکومت پہلے سے بڑھ کر بے چین ہو رہی ہے اور امریکہ کا بھی یہی حال ہے۔ ایک بے چینی کم کرتے ہیں تو دوسری بے چینی آ لیتی ہے اور ایک طرف سے توجہ ہٹانے کی خاطر کوئی دوسرا ظلم کرتے ہیں تو جس طرف سے توجہ ہٹائی جاتی ہے وہاں مواد اٹھنا شروع ہو جاتا ہے اور اُبلنا شروع ہو جاتا ہے تو اس وقت سارا عالم بے چین ہے۔ نہ کوئی بڑا چین میں بیٹھا ہوا ہے، صبر کے ساتھ ہے نہ کوئی چھوٹا صبر کے ساتھ ہے۔ مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ

تم صبر سے کام لینا اور مسلمانوں نے چونکہ اس زمانہ میں خصوصیت سے مظلوم بنناتھا اس سے خصوصیت سے صبر کی تلقین فرمائی۔ پس مسلمان قوم کے لئے نجات کی یہ دو ہی راہیں ہیں۔ سچ پر قائم ہوں اور اس وقت بدنصیبی کے ساتھ مسلمان ملکوں میں اتنا جھوٹ ہے کہ جس طرح سڑے ہوئے گوشت میں سُنڈیاں دکھائی دیتی ہیں اس طرح کثرت سے جھوٹ بولنے والے سوسائٹی میں کلبلا رہے ہیں۔ بہت ہی مکروہ نظارے ہیں اور چھوٹے بڑے اکثر جھوٹے ہو چکے ہیں۔ سیاستدان تو بطورِ خاص جھوٹا ہے حکومت سے باہر رہتے ہوئے سیاستدان جھوٹ کو نفرت سے دیکھتا ہے۔ جھوٹ پر تنقید کرتا ہے۔ جھوٹ کو پاؤں تلے روندنے کے دعوے کرتا ہے مگر وہی سیاستدان جب حکومت میں آتا ہے تو جھوٹ اس کا اوڑھنا بچھونا بن جاتا ہے۔ میں کسی ایک ملک کی بات نہیں کر رہا، یہ ایک عمومی صورتحال ہے جو ساری دنیا میں دکھائی دیتی ہے اور مسلمان ممالک بدقسمتی سے اس سے مُستثنیٰ نہیں ہیں۔ پس مسلمانوں کے لئے بطورِ خاص نصیحت ہے کہ تم حق پر قائم ہو۔ حق کی طرف لَوٹو ورنہ تم بھی گھاٹے پانے والے انسانوں کی طرح اس گھاٹے والے زمانے کا شکار ہو جاؤ گے۔ اور فرمایا صبر سے کام لینا، ان مظالم کے وقت حقیقت میں سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں۔ اگر مسلمان صبر سے کام لے تو اُسے اپنے حالات کا جائزہ لینے کا بھی اور دشمن کے شر سے بچنے کا بھی زیادہ وقت ملے گا۔ جب صبر کی تلقین کی جاتی ہے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم پر ظلم کر رہا ہے، ظالموں کے حق میں بول رہا ہے لیکن خدا کی نصیحت صبر کی ہے تو اگر صبر کی نصیحت میں نہیں کروں گا تو جھوٹ بولوں گا۔ اگر بے چین اور بے تاب ردِ عمل کی تلقین کروں گا تو یہ جھوٹ ہو گا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں مسلمان کو سب سے زیادہ صبر کی تلقین کی ضرورت ہے اور صبر کے نتیجہ میں بہت سے بڑے مظالم جو آگے اُن کی راہ تک رہے ہیں۔ اس راستے پر بہت سی کمین گاہیں ہیں جس راستے پر آج ہم چل رہے ہیں اور بہت سے حملے ہو رہے ہیں، ہو چکے ہیں اور بہت سے ہونے والے باقی ہیں اُن سے نجات کی یہی راہ ہے کہ ہم اس وقت فوراً صبر کی پناہ میں آجائیں۔ مجھے یاد ہے کچھ عرصہ پہلے یوگوسلاویہ کے البانیہ کے باشندے، اُن کے کچھ لیڈر میرے پاس مشورہ کے لئے آئے۔ یہ اُن دنوں کی بات ہے جب کروشیا کی طرف سے نئی نئی بغاوت ہوئی تھی اور وہ قومیں جن میں البانیہ کے مسلمان بھی ہیں اور بوسنیا کے مسلمان بھی ہیں ان میں یہ خیالات بیدار ہو رہے تھے کہ ہم بھی بغاوت کر کے، ہم بھی کھُلی جنگ کے ذریعہ اپنے سابقہ مظالم کا بدلہ لیں اور اپنی آزاد حکومتیں قائم کریں تو ایک گروہ جو یورپ سے آنے والے مختلف البانین راہنماؤں پر مشتمل تھا وہ مشورہ کے لئے میرے پاس آیا تو میں نے اُن سے کہا کہ دیکھو تم اس وقت تلوار کے ذریعہ یوگوسلاویہ کی حکومت کا تختہ الٹنے کا تصوّر بھی نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ کروشیا میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں ہے اُس کے مقابل پر جو تمہارے ساتھ ہو گا، کروشیا پر باوجود اس کے کہ مذہبی اختلاف نہیں تھا پھر بھی بڑے مظالم توڑے گئے اور کروشیا کی اہلِ مغرب نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ مدد بھی کی ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری مدد کو کوئی نہیں آئے گا۔ جو مسلمان تمہیں ہتھیار دیں گے (اگر کوئی دیں گے) تو وہ ہاتھ کھینچ لیں گے اور جب مغرب نے ہتھیاروں کے داخلے پر قدغن لگائی تو کسی کی مجال نہیں ہو گی کہ وہ تمہیں ہتھیار پہنچا سکے اور بالکل برباد کر دیئے جاؤ گے۔ جس حال میں ہو اس سے ہزاروں گنا بدتر ہو جائے گا۔ اس لئے سنجیدگی کے ساتھ اگر اپنی فلاح کی باتیں پوچھنا چاہتے ہو تو وہ میں تمہیں سمجھاتا ہوں چنانچہ میں نے ان کو چند باتیں سمجھائیں کہ اس طریق پر پہلے اپنے آپ کو منظم کرو۔ اپنے ہاتھ درست کرو۔ اپنی اقتصادیات کی فکر کرو۔ اپنی تعلیم کا معیار اونچا کرو اور رفتہ رفتہ آزادی لے کر تھوڑا تھوڑا کچھ دم خم اپنے اندر پیدا کرو۔ غرضیکہ اور بہت سی باتیں تھیں جن کا تفصیلی ذکر یہاں مناسب نہیں، ان میں سے کچھ ایسے تھے جو بہت مطمئن ہو کر گئے۔ کچھ ایسے تھے جنہوں نے اپنی بے چینی کا کھلم کھلا اظہار کیا کہ دیکھا! تمہارے متعلق کہتے تھے نا کہ تم مغرب کا لگایا ہوا پودا ہو، ویسے ہی مشورے دیتے ہو میں نے ان کو کہا کہ وقت آئے گا جو آپ کو بتا دے گا کہ میں خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں، مغرب کا پودا نہیں ہوں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہیں۔ وہ جب آپ کو عقل کے مشورے دیتے ہیں تو آپ کہہ دیتے ہیں کہ یہ دشمن کے حق میں باتیں کی جا رہی ہیں اور جو آپ کو بظاہر حق میں مشورہ دیتے ہیں وہ آپ کو دشمن کے چنگل میں پھنسا دیتے ہیں۔ ایسی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں جن سے نجات ممکن نہیں رہتی۔ آپ دیکھیں گے کہ وقت بتائے گا کہ ہم اُمّتِ مُسلمہ کے سچے خیر خواہ ہیں اور ہم سے زیادہ ہمدردانہ مشورہ اُمّتِ مُسلمہ کو کوئی نہیں دے سکتا۔ اس کے بعد مجھے بعض یوگوسلاوین ملے، ان میں سے بعضوں کے علم میں یہ بات تھی بعضوں کے نہیں تھی۔ جب اُن سے بات کی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمارے اوپر بڑا احسان کیا۔ ان دنوں میں واقعی جذبات میں بڑا اشتعال تھا اور بڑی کھچڑیاں پک رہی تھیں۔ اگر ہم کوئی ایسی غلطی کر بیٹھتے تو آج ہم نے بوسنیا کے مسلمانوں کا جو حال دیکھا ہے یہی حال آج ہمارا ہونا تھا بلکہ شاید اس سے بھی بدتر ہوتا تو اس وقت صبر کی ضرورت ہے اور یہ دونوں صفات مسلمان ممالک کو پہلے اپنے اندر نافذ کرنی چاہئیں۔

دنیا کے اعتبار سے صبر کرنیوالوں کی غیر معمولی طاقت

جب تک مسلمان ممالک سچائی اور صبر کی طرف نہیں لوٹیں گے اس وقت تک مسلمان ممالک میں کوئی طاقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ صبر جیسی دنیا میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ صبر کرنے والے کی جو طاقت ہے وہ دنیا کے اعتبار سے بھی ایک غیر معمولی طاقت کے جمع کرنے کا فارمولا ہے۔ مثلاً ڈیم ہے، جہاں دریاؤں کے پانی بند کر کے بڑی بڑی جھیلیں اور تالاب بنائے جاتے ہیں وہ دراصل اس صبر کا نمونہ ہے۔ پانی بہتا رہتا ہے۔ اگر بہنا روک دیا جائے کہ اس طرح اپنی طاقت کو ضائع نہ کرو، رک جاؤ تو وہ طاقت ضائع نہیں ہوا کرتی وہ جمع ہو رہی ہوتی ہے، وہ بلند تر ہو رہی ہوتی ہے، چڑھ رہی ہوتی ہے، اس کا معیار بلند ہو رہا ہوتا ہے، اس کی طاقت بڑھ رہی ہوتی ہے اور پھر وہ ایک بہت بڑی عظیم الشان طاقت بن کر اُبھرتی ہے اُس وقت اگر وہ ٹوٹے تو بڑے بڑے علاقوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہے بلکہ وہ دریا جس کو روکا گیا تھا خواہ کروڑوں سال بھی بہتا رہے تب بھی ویسی تباہی نہیں مچا سکتا۔ تبھی ہمارے محاورہ میں کہتے ہیں کہ تجھ پر میرا صبر ٹوٹے۔ صبر پہلے اکٹھا ہو گا تو ٹوٹے گا ناں۔ اگر صبر اکٹھا ہو ہی نا بلکہ گالیاں دے کر اور اشتعال انگیزی کی باتیں کر کے دل کے سارے غبار نکال لئے جائیں اور بات بات پر جھڑپیں کر کے کسی مظلوم پہ ناحق ظلم کر کے ظالم کا بظاہر بدلہ لیا جا رہا ہو جس

طرح پاکستان میں بدنصیبی سے ہوا تھا کہ وہاں ہندوستان میں جو مظالم ہوئے اس کے نتیجہ میں کوئٹہ اور بعض علاقوں میں بعض ہندو بچوّں کو زندہ آگ میں پھینکا گیا۔ کوئی مسلمان ضمیر اس کو برداشت نہیں کر سکتا اور مجھے یقین ہے کہ پاکستان کی بڑی بھاری آبادی کا یہی ردّ عمل ہو گا کیونکہ مسلمان اپنے ظلم میں بھی ایک حد رکھتا ہے اُس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا۔ آخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی تربیت میں اور بتوں کی تربیت میں، خدائے واحد کی تربیت میں اور بتوں کی تربیت میں ایک فرق ہے تبھی مسلمان اپنے مظالم میں بھی ایک حد سے آگے نہیں بڑھا کرتا تو ان کا یہی ردِّ عمل ہو گا مگر افسوس ہے کہ چند نے جو بے صبری دکھائی اس کے نتیجہ میں اب مسلمان ہندوؤں کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم ظالم ہو۔ تم اس قدر بہیمانہ مظالم کی استطاعت رکھتے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ تم نے کم کئے ہوں گے لیکن تم بھی تو آخر ویسے ہی ہو۔ پس ضرورت ہے کہ مسلمان ممالک سچائی کی طرف لَوٹیں اور اپنی ہر چیز میں انصاف قائم کریں۔

حق کا جو مضمون ہے یہ بہت وسیع ہے۔ جب قرآن کریم نے فرمایا کہ حق پر قائم ہو جاؤ، تو حق کی بہت ہی وسیع تعریف ہے۔ انصاف کا قیام بھی حق میں ہے اور مظلوم ہوتے ہوئے پھر سچائی کی بات سربلندی کے ساتھ کرنا اور ظالم کو گویا عملاً ظلم کی دعوت دینا یہ حق کی اعلیٰ تعریف ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے جہاد اور حق کو باہم ملا کر ایک ہی مضمون میں پیش فرمایا ہے۔ گویا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، فرمایا:۔

اَفْضَلُ الْجِہَادِ کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ ○

کہ سب سے اعلیٰ سب سے عظیم جہاد یہ ہے کہ کوئی انسان ایک ظالم بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر سچی بات کہہ دے۔ پس ظالم بادشاہ کے سامنے سچی بات کہنے کا جو مضمون ہے وہ آج اسلامی حکومتوں کے اوپر بعینہٖ صادق آ رہا ہے، جن بڑی طاقتوں کو انہوں نے اپنا سلطان بنا رکھا ہے، جن کو وہ خدا کی طرح اگر ظاہری طور پر نہیں پوجتے تو دل سے پُوج رہے ہیں اُن کے سامنے کلمہ حق کیوں نہیں کہتے۔ مسلمان مظلوموں کے حق میں کیوں آواز بلند نہیں کرتے، کیوں نہیں کہتے کہ تم غلط کر رہے ہو اور جرأت اور طاقت کے ساتھ یہ کیوں نہیں کہتے۔ اگر یہ ایسا کریں تو جہاد کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے لازماً نصرت اور غلبہ کی بشارت ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی نصیحت ہے اس پر عمل کر کے تو دیکھیں۔ قرآن نے فرمایا ہے حق پر قائم ہو گے تو تمہارا علاج ہو گا۔ پس حکومتوں کا بھی فرض ہے کہ حق پر قائم ہوں اور تمام مسلمان عوام کا بھی برابر فرض ہے خواہ وہ کسی دائرۂ زندگی سے تعلق رکھتے ہوں کہ آج وہ حق کی طرف لوٹیں۔ سچا ہونے کے نتیجہ میں اتنی عظیم طاقت نصیب ہو گی کہ دُنیا کی کوئی طاقت اس سچائی کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی، پھر صبر کی طرف لوٹیں۔ صبر کے نتیجہ میں بھی جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے کہ ڈیمز (DAM'S) کا بننا بڑی بڑی غیر معمولی طاقتوں کو اکٹھا کرنے کا دوسرا نام ہے اور یہ صبر سے ہوتا ہے۔

صبر کے نتیجہ میں طاقت اور قبولیت دُعا کا حاصل ہونا

لیکن انسانی صبر دو طرح سے پھل لاتا ہے۔ ایک تو صبر میں بذاتِ خود قانونِ قدرت کے طور پر ایک طاقت ہے اور وہ طاقت غیر معمولی طور پر بڑھنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور مومن کے صبر کے ساتھ دوسرا مضمون دُعا کا شامل ہے۔ جب مومن صبر کرتا ہے تو اس کی دُعاؤں میں غیر معمولی طاقت پیدا ہونے لگ جاتی ہے۔ جب کوئی شخص خدا کے نام پر رک رہا ہے اور دل کے سارے تقاضے یہی ہیں کہ اب ٹوٹ پڑو۔ اس وقت جان فدا کر دینے کا وقت ہے، عواقب سے بے خبر ہو جاؤ، اپنے دل کی جلتی ہوئی آگ کا انتقام لو۔ اس وقت اگر خدا کی خاطر خدا کے نام پر اگر کوئی شخص رُک جاتا ہے تو نہ صرف یہ کہ صبر کی عمومی طاقت اُسے نصیب ہوتی ہے بلکہ اُس وقت کی دُعا ضرور مقبول ہوتی ہے۔

یہ ویسی ہی مثال ہے جیسے ماں بچے کی زیادتیوں پر صبر کرتی ہے۔ مسلمان بنی نوع انسان سے سچّی ہمدردی کرتا ہے لیکن وہ اس پر ظلم کرتے چلے جاتے ہیں اور یہ صبر پر صبر کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا ہے اس وقت کی دُعا ضرور مقبول ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے اس مضمون کو ماں کے حوالے سے ہی بیان فرمایا ہے، فرمایا: خبردار! وہ دُعائیں جو نامقبول نہیں ہوتیں ان میں ماں کی اپنے بچے کے خلاف بددُعا ہے بڑا ہی بدنصیب بچہ ہے جس کے خلاف اس کی ماں دُعا کر دے کیونکہ ماں کی فطرت میں صبر ہے، وہ ظلم کسی خاص حد سے بڑھا ہوا ہے جس کے نتیجہ میں آخر ماں کا صبر ٹوٹا ہے اور ان معنوں میں صبر ٹوٹا کرتا ہے کہ زمین سے بھی ٹوٹتا ہے اور آسمان سے بھی ٹوٹتا ہے۔ پس مسلمانوں کے لئے نجات کے یہی دو رستے ہیں جو سورۃ والعصر نے ان کے لئے کھولے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ مسلمان ممالک میں اس بات کا احساس بیدار ہو رہا ہے۔

دُعا کریں کہ تمام دُنیا میں نور کی شعاعیں پھوٹیں

اب حال ہی میں پاکستان میں عدالتِ عالیہ نے افرادِ جماعت احمدیہ کی طرف سے متفرق مقدمات جو بہت دیر سے سالہا سال پہلے سے دائر کئے گئے تھے، لیکن اس سے پہلے ہماری عدالتِ عالیہ خود بہتر جانتی ہے کہ کس حکمت کے پیشِ نظر مگر ان مقدمات کو سننے کی گویا طاقت نہیں رکھتی تھی، اب فضا بدلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے کیونکہ عدالتِ عالیہ نے نہ صرف یہ کہ ان مقدمات کی شنوائی کی ہے بلکہ جس قسم کے تبصرے ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم عدل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔ اگر یہ فیصلہ ہے تو میں پاکستان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ تم ہلاکت سے بچائے گئے ہو۔ اگر عدالتِ عالیہ سے انصاف کی ضمانت جاری کر دی جائے اور حکومت اس انصاف کو قبول کر لے تو ضرور اس ملک کے دن پھر جائیں گے اور ضرور یہ ملک حق کی طرف واپس لوٹتا نہیں تو لوٹا دیا جائے گا۔ یہ خدا کی تقدیر کی طرف سے بہت ہی پیارا اشارہ مجھے دکھائی دیا ہے، جیسے اندھیروں کی لمبی رات کے بعد کوئی روشنی کی رمق دکھائی دے۔ عدالتِ عالیہ کے جو سب سے سینئر جج ہیں اُن کے تبصروں سے بعض دفعہ بجھا ہوا دل ایک دم کھل اٹھتا ہے اور بشاشت ہو جاتا ہے کہ الحمد للہ پاکستان کی عدالتوں میں انصاف کے کیسے کیسے پیارے گُل کھل رہے ہیں۔ ایک موقعہ پر جبکہ پاکستان کے اٹارنی جنرل نے یہ سوال اٹھایا کہ آپ بنیادی حقوق کی باتیں کر رہے ہیں، آزادیٔ ضمیر کی باتیں کر رہے ہیں کیا، پاکستان کے دستورِ اساسی کی اُس شق پر آپ کی نگاہ نہیں ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام کی GLORY یعنی عظمتِ شان کی خاطر اگر کسی کو آزادیٔ تقریر سے محروم کر دیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ اسلام کی عظمتِ شان اور GLORY کے نام پر ہم مطالبہ کر رہے ہیں تو عدالت نے

باقی صفحہ نمبر ۳۶ پر ملاحظہ فرمائیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تبلیغ

محترم عبدالباسط طارق، مبلغ سلسلہ

تبلیغ اور دعوت الی اللہ ہمارے آج کے زمانہ کی ایک ایسی اہم ضرورت ہے جس نے نوع انسانی کے مقدر کا فیصلہ کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں یہ مقدس فریضہ جماعت احمدیہ کے سپرد کیا ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کے ذریعہ تمام نوع انسانی کو خدا کی توحید کے جھنڈے تلے اکٹھا کرے چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ چاہتا کہ ان تمام روحوں کو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔“

اس زمانہ کے حالات پر نگاہ ڈال کر دل دکھ سے بھر جاتا ہے کہ نوع انسانی کی اکثریت عملاً دہریت کا شکار ہو چکی ہے خدا کا خوف اور نوع انسانی کی محبت اور ہمدردی مفقود ہو کر رہ گئی ہے۔ دُکھ اور آفات شدت اختیار کرتی چلی جارہی ہیں۔ ایمان اور مذہب کو پسماندگی کی علامت سمجھ کر اس کا تمسخر اڑایا جاتا ہے ایسی مادہ پرست دنیا میں ایک کمزور اور مظلوم جماعت احمدیہ کے افراد کا نوع انسانی کو خدا کی طرف لانا ایک نہایت ہی کٹھن کام ہے اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ جماعت کا ہر فرد مبلغ اسلام بن جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”تبلیغ کا بوجھ ساری جماعت اٹھایا کرتی ہے . . . . ایک بھی احمدی ایسا نہ ہو جو مبلغ نہ ہو رہا ہو چھوٹے چھوٹے بچے بھی مبلغ بنا دیں، بوڑھے بھی مبلغ ہو جائیں، عورتیں بھی مبلغ ہو جائیں میں حرف زبانی تائید اور فرضی اطاعت کا قائل نہیں اگر آپ عہد بیعت میں صادق ہیں تو میرا یہ پیغام سننے کے بعد ہر وہ شخص جس کے کانوں تک یہ آواز پہنچ رہی ہے اسے لازماً اسلام کا مبلغ بننا پڑے گا۔“

جماعت احمدیہ جو اس زمانہ میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے وجود میں آئی ہے اس جماعت کے ہر فرد کا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرمان لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے تمام پہلوؤں میں ایک مومن کے لئے کامل نمونہ ہیں۔ اس لئے تبلیغ جیسے اہم کام کے بارے میں بھی جماعت احمدیہ کا ہر فرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اُسوہ میں راہنمائی حاصل کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کی ایسی جان نثار اور عاشق جماعت عطا کی تھی جس نے رہتی دنیا تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ہمارے لئے محفوظ کر دیئے۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک کامیاب ترین اور عظیم الشان داعی الی اللہ تھے کے حالات تاریخ کی کتب نے محفوظ کر لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں فرمایا دَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجاً مُّنِیْرًا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داعی الی اللہ ہیں خدا کے حکم سے اور ایک چمکتا ہوا سورج ہیں اس میں اشارہ یہ ہے کہ جس طرح نظام شمسی کے تمام سیارے اور چاند سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں اسی طرح مومنین جو آسمان روحانیت کے ستارے ہیں کا فرض ہے کہ وہ دعوت الی اللہ جیسے اہم کام میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے روشنی حاصل کریں کیونکہ ہم پورے وثوق سے جانتے ہیں کہ ساری دنیا میں قیامت تک کسی بھی داعی الی اللہ کو جتنے مراحل پیش آسکتے ہیں جتنی بھی کٹھن گھاٹیاں سر کرنی پڑیں وہ سارے مراحل اور ساری کٹھن گھاٹیاں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کر کے دکھلا دیں۔ آپؐ نے دعوت الی اللہ کے ہر مرحلے کی منزل اپنے اسوۂ حسنہ سے ہمارے لئے آسان کر دی۔ اللّٰھم صل وسلم۔ آپؐ کے طریق تبلیغ میں نمایاں پہلو دُعا۔ حسن اخلاق، قبائل میں تبلیغ، خفیہ اور اعلانیہ تبلیغ، بادشاہوں کو خطوط، قبائل کا دورہ، مبلغین کو تیار کر کے بھجوانا، مباحثات اور تبلیغی مراکز کا قیام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ میں ایک بات جو سب سے زیادہ روشن اور نمایاں نظر آتی ہے وہ دُعا ہے۔ آپؐ کی بے قرار دعاؤں نے ظلمت سے نور پیدا کیا، مُردوں کو زندہ کیا اور عرب کی کایا پلٹ دی۔ جب ہم دُعا کی فلاسفی پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا کہ جب تک دل میں جس کے لئے دُعا کی جارہی ہے اُس کے لئے درد اور انتہا درجہ کی ہمدردی نہ ہو اور دوسری طرف خدا کے ساتھ ایک زندہ عاشقانہ تعلق اور اس کی بے انتہا قدرتوں پر ایمان نہ ہو دُعا ہو نہیں سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ میں یہ دونوں امور بدرجہ اتم موجود تھے۔ ایک طرف تو آپؐ اپنی قوم کی وحشیانہ حالت دیکھ کر شدید غمزدہ رہتے تھے اور آپؐ کا قلب صافی درد سے پُر رہتا تھا۔ آپؐ کی اسی قلبی کیفیت کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے

لعلکؐ باخع نفسکؐ الا یکونوا مومنین

کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو اس غم میں اپنے نفس کو ہلاک کر دے گا کہ وہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ اپنی قوم کی گری ہوئی حالت دیکھ کر آپؐ شدید بیقراری محسوس کرتے اور جنگ احد میں جبکہ آپؐ شدید زخمی تھے یہی

دُعا آپؐ کے مبارک ہونٹوں سے نکلی۔ اَللّٰھُمَّ اھد قومی فانھم لا یَعلمُوْن اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ جانتے نہیں۔ دوسری طرف خدا تعالیٰ کے ساتھ آپؐ کا ایک عجیب عاشقانہ تعلق تھا ہر حرکت وسکون میں آپؐ اللہ کو یاد کرتے۔ آپؐ کی زندگی مجسم دُعا تھی ہر موقع پر آپؐ خدا سے دُعا کرتے یہی کیفیت دیکھ کر کفار مکہ کہہ اٹھے عشق مُحمّدٌ ربہٗ یعنی محمدؐ تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔ آپؐ کو خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر ایمان تھا کہ خدا چاہے تو کسی شخص کے دل کو ہدایت کی طرف پھیر دے بلکہ خدا اس بات پر بھی قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو پوری کی پوری قوم کے دل ہدایت کی طرف پھیر دے۔ اس لئے آپؐ کبھی تو کسی ایک شخص کا نام لے کر دُعا کرتے کبھی کسی قبیلے کا نام لے کر دُعا کرتے۔ حضرت عمر بن الخطّابؓ خلیفۂ دوم آپؐ کی دُعاؤں کا ثمرہ تھے۔ آپؐ نے دُعا کی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اعزّ الاسلام بعمر ابن الخطّاب او بعمر ابن ھشام۔ یعنی اے خدا تو اسلام کو عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام سے تقویت دے۔ طفیل بن عمر قبیلہ دوس کا معزز رئیس تھا وہ کسی تقریب پر مکہ آیا۔ اسلام کا پیغام سنا اور مسلمان ہو گیا اُس نے حضور کی خدمت میں اپنے قبیلہ کے لئے دُعا کی درخواست کی تو آپؐ نے دُعا کی اَللّٰھُمَّ اھد دوساً اے خدا تو قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔ چنانچہ آپؐ کی دُعا کی برکت سے اس قبیلہ کی اکثریت مسلمان ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی روشنی میں دُعا ایک داعی الی اللہ کے لئے زبردست ہتھیار ہے یہ تبلیغ کا بہترین طریق ہے اور جو کچھ ہوتا ہے دُعا سے ہوتا ہے۔ دُعا دعوت الی اللہ میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں کا نتیجہ تھا کہ مشکلات کے طوفانوں کے باوجود آپؐ کو اپنے مشن میں بے مثال کامیابی حاصل ہوئی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

> ”وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں کہ جو اس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صل وسلم وبارک علیہ وآلہٖ بعدد ھمّہٖ وغمہٖ وحزنہٖ لھذہٖ الامۃ وانزل علیہ انوارِ رحمتک الی الابد۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ میں ایک نمایاں بات آپؐ کا اعلیٰ اخلاق ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ اعلیٰ اور اچھے اخلاق کامیاب اور مؤثر دعوت الی اللہ کے لئے بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ طبعی بات ہے کہ جن لوگوں کو آپؐ نے خدا کا پیغام دینا ہے اگر ان کے ساتھ حسن سلوک اور ہمدردی نہ ہو گی تو دعوت الی اللہ غیر مؤثر ہو کر رہ جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ رسالت کے بعد خدا تعالیٰ نے آپؐ کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی دائمی کتاب قرآن کریم میں یہ کہہ کر محفوظ کر دی۔ وَاِنَّکَ لعلٰی خلقٍ عظیم کہ تو ایک اعلیٰ اخلاق پر قائم شخص ہے جس دن غار حرا میں آپ پر فرشتہ نازل ہوا اور آپ سخت گھبرائے ہوئے گھر آئے تو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ نے جن الفاظ میں آپ کو تسلی دی وہ آپؐ کی سیرت طیبہ کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں وہ الفاظ یہ ہیں۔

> کلا ابشر فواللہ لا یخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحم وتصدق الحدیث وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق

یعنی خدا کی قسم آپ کو بشارت ہو کہ خدا تعالیٰ آپ کو کبھی نہیں چھوڑے گا کیونکہ آپ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور دوسرے کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور معدوم شدہ اخلاق کو دوبارہ قائم کر رہے ہیں اور مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں اور حق کی راہ میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق کہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ حضور کی زندگی کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ہر وقت دکھی انسانوں کی مدد کے لئے کمربستہ رہتے، بوڑھی عورتوں بیمار اور کمزور مردوں کا بوجھ اٹھا لیتے۔ بلا لحاظ دشمن اور دوست بیماری میں جا کر ہر ایک کی عیادت کرتے۔ جو لوگ آپؐ کو ہر وقت دُکھ دیتے ان کی ایذاء پر نہ صرف صبر کرتے بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آتے۔ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق کا جادو کئی دلوں پر چل گیا اور کئی لوگ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے اسی لئے مکّہ والے آپؐ کو ساحر یعنی جادوگر کہنے لگے۔ اعلیٰ اخلاق ایک خاموش اور موثر تبلیغ ہے۔ اگر کوئی داعی الی اللہ اعلیٰ اخلاق سے مزیّن نہ ہو تو اس کی تبلیغ کس کام کی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا تو آپؐ پر سب سے پہلے آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں۔ بیوی خاوند کی رازدار ہوتی ہے اور خاوند کی ساری حرکات اور سکنات کی وہ اولین گواہ ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق ایسے اعلیٰ تھے کہ آپؐ کا دعویٰ سنتے ہی آپؐ کی بیوی آپؐ پر ایمان لے آتی ہیں۔ جس وقت آپؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا اُس وقت آپؐ کے بچپن کے دوست اور ہمراز حضرت ابوبکر صدیقؓ مکّہ سے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب آپ واپس آئے تو آپؐ کے دعویٰ کی اطلاع ملی۔ آپ فوری طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعویٰ کی بابت دریافت کیا۔ آنحضورؐ نے کچھ وضاحت کرنی چاہی تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو روک دیا اور کہا کہ صرف مجھے اتنا بتائیں کہ آپؐ نے ایسا کوئی دعویٰ کیا ہے اس پر آپؐ نے فرمایا کہ ہاں میرا ایسا ہی دعویٰ ہے۔ اس پر آپؓ بلا بحث وتمحیص آپؐ پر ایمان لے آئے۔ یہ سب آپؐ کے اعلیٰ اخلاق کا اثر تھا۔ حضرت ابوبکرؓ جانتے تھے کہ جس شخص نے ساری عمر کبھی جھوٹ نہیں بولا کیا وہ خدا پر افتراء کرے گا۔ چنانچہ قرآن کریم آپؐ کی صداقت کی دلیل کفار مکّہ کو اسی انداز سے سمجھاتا ہے۔

> لقد لَبِثتُ فیکم عمراً من قبلہٖ افلا تعقِلون

یعنی میں نے زندگی کا ایک بڑا حصّہ تم میں گزارا ہے کیا تم میرے اعلیٰ اخلاق سے واقف نہیں اور کیا میں خدا پر افتراء کروں گا۔ حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے مکّہ کے صاحب اثر لوگ جیسے حضرت عثمانؓ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ،

سعد بن ابی وقاص رضؓ، زبیر بن العوام رضؓ، طلحہ بن عبید اللہ رضؓ نے اسلام قبول کیا بسا اوقات لمبے چوڑے مباحثات سے وہ نتائج نہیں نکلتے جو اعلیٰ اخلاق کے مظاہرہ سے نکل سکتے ہیں۔ اعلیٰ اخلاق دیرپا اثر چھوڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء اور ان کے متبعین کو اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا جاتا ہے اور ان کے اخلاق کی تعریف دشمن اور معاند بھی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، تاریخ مذاہب اس بات کی گواہ ہے کہ تبلیغ اور دعوت الی اللہ کے نتیجے میں مخالفت کے طوفان کھڑے ہوتے ہیں۔ نفرت ایذاء تشدّد کا داعین الی اللہ کو سامنا کرنا پڑتا ہے اپنی عزیز متاع اور رشتہ داریوں اور تعلقات کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اس راہ میں خون بھی بہانا پڑتا ہے۔ دعوت الی اللہ کوئی آسان کام نہیں۔ مذاہب کی تاریخ میں سب سے کامیاب اور سب سے عظیم الشان داعی الی اللہ یعنی ہمارے آقا و مطاع محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے پتہ چلتا ہے کہ دعوت الی اللہ کے نتیجے میں آپؐ کو اپنی قوم اور قریبی اعزّا سے ایسی شدید مخالفت اور اذیت کا سامنا کرنا پڑا جس کی مثال نہیں ملتی۔

آپؐ نہ صرف خود ان طوفانوں کے مقابل پر ایک مضبوط چٹان کی مانند ڈٹے رہے بلکہ آپؐ نے اپنے متبعین کے اندر بھی ایسا جذبہ پیدا فرمایا کہ آپؐ کی تربیت اور مصائب میں صبر کی تلقین کے نتیجے میں شدید ابتلاؤں میں بھی ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائی حکم فاصدع بما تؤمر کے تحت اہل مکّہ کو تبلیغ شروع کی تو ایذاء رسانی کا ایک شدید دور شروع ہوا۔ آپؐ کے سر مبارک پر خاک پھینکی گئی۔ آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ آپؐ کے متبعین کو تپتی ریت اور بعض کو انگاروں پر لٹایا گیا۔ ان کی جائدادیں چھین لی گئیں۔ بعض مسلمان تشدد کی وجہ سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ۳ سال شعب ابی طالب میں آپؐ کا اور آپؐ کے متبعین کا بائیکاٹ کیا گیا اور بڑے تو بڑے معصوم بچّوں کو بھی فاقے کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ غرضیکہ اذیت اور تشدد کی وہ کونسی قسم تھی جن کا ان کو سامنا نہ تھا حضرت خباب رضؓ نے تنگ آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بددُعا کے لئے کہا تو رحمت اللعٰلمین نے جواب دیا کہ دیکھو تم سے پہلے لوگوں کو ان کے ایمان کی وجہ سے آروں سے چیر اگیا اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت ہڈیوں سے جدا کئے گئے لیکن وہ اپنے دین پر استقلال سے قائم رہے۔ حضرت یاسر رضؓ پر تشدد ہوتا دیکھ کر فرمایا۔ صبراً یا آلِ یاسر ان موعدکم الجنۃ۔ قریش مکّہ کے وفود متعدد بار حضرت ابوطالب سے ملے اور مطالبہ کیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت الی اللہ سے منع کر دیں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف قریش مکّہ کی تمام دنیاوی پیشکشوں کو ٹھکرا دیا بلکہ نہایت عزم سے فرمایا کہ اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر چاند اور بائیں پر سورج بھی لا کر رکھ دیں تب بھی میں تبلیغ سے باز نہ رہوں گا۔ آپؐ نے دو مرتبہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت پر مدعو کر کے تبلیغ کرنی چاہی لیکن دونوں مرتبہ انہوں نے انکار اور تمسخر کا رویہ اختیار کیا۔ طائف میں آپؐ نے تبلیغ کی تو شہر کے رؤساء نے آوارہ کتوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا اور شہر کے اوباش سارا راستہ آپؐ کو پتھر مارتے رہے حتیٰ کہ آپؐ کا سارا بدن مبارک لہولہان ہو گیا لیکن اس کے باوجود آپؐ نے اہل طائف کے بارے میں فرمایا۔ ارجوان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہٗ ولا یشرک بہ شیئاً۔ قرآن کریم ہمیں اس ابدی صداقت کی طرف توجہ دلاتا ہے جیسا کہ فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الّا تخافوا ولا تحزنوا۔ یعنی وہ لوگ جو اس بات کا پرچار کریں گے کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس اعلان کے بعد جب مخالفتوں کے طوفان اٹھیں گے تو ان میں استقلال دکھلائیں گے تو خدا کے فرشتے بھی پھر ایسے ہی صبر کرنے والوں پر نازل ہوتے ہیں غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام کے مبارک اسوہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تبلیغ کے نتیجے میں مخالفت ضرور ہوا کرتی ہے اور ایک داعی الی اللہ کو نہ تو مخالفت کرنے والوں کی ہدایت سے مایوس ہونا چاہیے نہ حوصلہ ہارنا چاہیئے اور ہمیشہ عزم اور استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے تبلیغ کے مقدس فریضے کو جاری رکھنا چاہیئے۔ ایذا اور تشدد اور مصائب کے طوفانوں میں صبر خدا کی توفیق اور اُسی کی دی ہوئی ہمّت اور طاقت سے عطا ہوتا ہے۔ برداشت کی یہ طاقت نہیں حاصل ہو سکتی جب تک خدا کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ جب تک اپنے مشن کی صداقت پر پختہ ایمان نہ ہو جب تک عقائد اور ایمان سے گہری وابستگی اور محبت نہ ہو جب تک اپنے مذہب سے محبت اور فدائیت ایک جنون کی شکل اختیار نہ کر لے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ میں ہمیں استقلال، صبر، استقامت امید اور خدا پر توکل کا شاندار نمونہ نظر آتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ سے ہمیں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آپؐ ایسی جگہوں پر تبلیغ کے لئے تشریف لے جاتے جہاں لوگ کثرت سے اکٹھے ہوتے اور ایسے اجتماعات میں بعض سعید فطرت لوگ اسلام قبول کر لیتے اور اس طرح آپؐ کو بعض ایسے رابطے مل جاتے جہاں سے آپؐ کو تبلیغ کا دائرہ وسیع کرنے میں مدد مل جاتی۔ حج کے ایّام میں ہر دور دراز کے علاقوں سے مکّہ میں لوگ جمع ہوتے تھے اور اشہر الحرم میں مکّہ اور منیٰ میں عکاظ، مجنّہ اور ذوالمجاز کے میلوں میں تشریف لے جاتے اور ہزاروں افراد کو توحید کا وعظ فرماتے۔ ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ ابھی میں مسلمان نہ ہوا تھا اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالمجاز کے اجتماع میں لوگوں کے مجمع میں گھُس کر توحید کا وعظ کرتے دیکھا ہے۔ اس وقت ابوجہل آپؐ کے پیچھے آتا اور کہتا اے لوگو اس کے فریب میں نہ آنا۔ غرضیکہ اجتماعات اور میلوں وغیرہ میں جہاں انسان بڑی تعداد میں اکٹھے ہوں جا کر تبلیغ کرنا سنت نبوی سے ثابت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات طیبہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ تبلیغ کی غرض سے مختلف علاقوں اور قبائل کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ آپؐ کی توجہ کے اولین مرکز تو قریش مکّہ تھے مگر ان کی طرف سے انکار اور ایذاء رسانی دیکھ کر آپؐ نے سعید روحوں کی تلاش میں مختلف قبائل کے تبلیغی دورہ جات فرمائے۔ ان تبلیغی دوروں میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی یا حضرت زید بن حارثہ رضؓ آپؐ کے ساتھ ہوتے۔ آپؐ نے جن قبائل کا دورہ کیا ان کے نام یہ ہیں۔ بنو عامر بن صعصعہ، بنو محارب خزارہ، غسان، مرّہ، حنیفہ، سلیم، عبس، کندہ، کلب، حارث، عذرہ، حضارمہ۔ ان سب قبائل میں جا کر آپؐ ان کے ڈیروں پر تشریف لے جاتے جہاں لوگ اکٹھے مل جاتے اور وہاں آپؐ توحید کا وعظ فرماتے۔ ایک دفعہ آپؐ بنو عامر بن صعصعہ کے ڈیرے پر تشریف لے گئے اور وہاں توحید کی تبلیغ کی۔ وہاں ایک شخص

بحیرہ بن فراس نامی نے حضورؐ کے طریق تبلیغ کو اس قدر پسند کیا کہ اس نے کہا واللہ اگر یہ شخص میرے ہاتھ آجائے تو میں سارے عرب کو زیر کرلوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبائل کا دورہ بھی ایک عجیب منظر پیش کرتا ہے ہر دو جہاں کا بادشاہ جس کا نام لینے پر بعد کے مسلمان شہنشاہ جن کے نام سے دنیا کانپتی تھی اپنے تختوں سے نیچے اتر آتے تھے۔ قبائل عرب کے بدوی رئیسوں کے خیمہ میں جاتا ہے اور ایک ایک رئیس کے خیمہ پر دستک دے کر انہیں خالق کونین کا پیغام پیش کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک طریق تبلیغ یہ تھا کہ مختلف اقوام اور قبائل کے نمائندوں سے رابطہ پیدا فرماتے اور پھر ان کے ذریعہ ان اقوام اور قبائل میں تبلیغ کے لئے راستہ بناتے تھے۔ تاریخ اسلام سے پتہ چلتا ہے کہ مدینہ کا ایک شخص جو اپنی شرافت اور نجابت میں معروف تھا اور شاعر بھی تھا مکّہ آیا آپؐ اس کی رہائش گاہ پر جاکر اُسے ملے اُسے قرآن سنایا جسے اس نے بے حد پسند کیا وہ واپس مدینہ گیا اور افسوس کہ وہ کسی ہنگامہ میں قتل ہوگیا۔ اوس اور خزرج مدینہ کے دو مشہور طاقتور قبائل تھے ان کے کچھ نمائندگان مکّہ آئے۔ آپؐ نے ان سے رابطہ کر کے ان کو تبلیغ کی۔ خدا کی قدرت کہ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابوامامہؓ، حضرت عوف بن حارثؓ، حضرت رافع بن مالکؓ، حضرت قطبہ بن عامرؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ اور حضرت جابرؓ اسی تبلیغ کا ثمر تھے۔ یہ لوگ جب واپس مدینہ گئے تو ان کی تبلیغ سے مزید سات آدمی مسلمان ہو گئے۔ ان کی درخواست پر حضورؐ نے حضرت مصعب بن عمیر کو معلم بنا کر ان نومسلموں کی تربیت کے لئے مدینہ بھجوایا اور وہاں پہلی دفعہ جمعہ کی نماز ایک مکان میں ادا کی جانے لگی۔ حضرت مصعب بن عمیر نے اور ان نومسلموں نے مدینہ میں ایسی کامیاب تبلیغ کی اور اوس اور خزرج کے لوگوں کی بڑی تعداد مسلمان ہو گئی۔ بنو عبدالاشہل کا پورا قبیلہ ایمان لے آیا۔ حضرت سعد بن معاذ کے مسلمان ہونے سے اسلام بڑی سرعت سے مدینہ میں پھیلنے لگا۔ حتیٰ کہ مدینہ میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت قائم ہو گئی۔ حضرت سعد بن معاذ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ آپ کے ایمان لانے کے بعد آپ کا سارا قبیلہ ایمان لے آیا اور آپ نے اپنے قبیلہ کے سارے بت اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالے۔ غرضیکہ غیر اقوام اور اجنبی علاقوں کے لوگوں سے رابطہ پیدا کر کے تبلیغ کرنا اور اس طرح ان اقوام میں خدا کا نام پھیلانا سنت نبویؐ سے ثابت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ غیر مذاہب والوں کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ بھی کیا کرتے تھے اور عقلی اور نقلی دلائل سے ان پر ان کے عقائد کی غلطی ثابت فرماتے تھے۔ ۷ ہجری میں نجران کے عیسائی علماء کا ایک وفد جو درحقیقت اُس وقت کی عیسائی دنیا کا نمائندہ تھا بڑے تزک و احتشام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبادلہ خیال کے لئے مدینہ آیا جب گفتگو کا آغاز ہوا اور آپؐ نے خدا کی توحید پر زور دیا تو عیسائی کہنے لگے اگر مسیح خدا کا بیٹا نہیں تو پھر اُس کا باپ کون ہے آپؐ نے جواب دیا۔ الستم تعلمون انّہ لایکون ولد الّا ویشبہ اباہ۔ یقیناً ہر بیٹا باپ سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان عیسیٰ اتی علیہ الفناء۔ اس زبردست عقلی دلیل کے سامنے عیسائی علماء مبہوت ہو کر رہ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ میں حکمت کا ایک پہلو بھی تھا۔ قرآن کریم کی آیت ادعوا الی سبیل ربکَ بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کی روشنی میں آپؐ نے امّت کو نصیحت فرمائی کہ تکلم الناس علی حسب عقولھم۔ یعنی لوگوں سے ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق بات کیا کرو۔ آپؐ کی یہ ہدایت ہر داعی الی اللہ کے لئے حکمت کی نئی نئی راہیں کھولتی ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ کامیاب اور موثر تبلیغ اُس وقت تک ناممکن ہے جب تک زیر تبلیغ مخاطب شخص کے عقائد اور خیالات اور رجحانات سے اچھی طرح واقف نہ ہو۔ جب آپؐ طائف کے سفر سے واپس آرہے تھے تو زخموں سے چُور تھے آپؐ نے ایک باغ میں آرام کیا۔ ایک عیسائی غلام عدّاس نامی حضور کے لئے کچھ انگور لے کر آیا۔ حضور نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا کیا مذہب ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نینوا کا رہنے والا ہوں اور مذہباً عیسائی ہوں۔ حضور نے فرمایا کیا وہی بستی نینوا جو خدا کے صالح بندے یونس بن متیٰ کا مسکن تھا۔ اُس نے پوچھا کہ آپ کو ان باتوں کا کیسے علم ہوا۔ آپؐ نے جواب دیا وہ میرا بھائی تھا وہ بھی اللہ کا نبی تھا اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں اور اس کے بعد اُسے اسلام کی تبلیغ کی وہ اتنا متاثر ہوا کہ اُس نے آپؐ کے ہاتھ چومنے شروع کر دیئے۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے اولاً اس عیسائی غلام کا تعارف اور اور عقائد کا علم حاصل کیا۔ اُس کے نبی کے سچا ہونے کی تصدیق کی اور اُسے اپنا بھائی کہہ کر اس کا دل جیت لیا اور پھر اسلام کی تبلیغ کی۔ آپؐ کے اس طریق تبلیغ سے پتہ چلتا ہے کہ تبلیغ اُس صورت میں موثر ہوتی ہے جب ہم زیر تبلیغ شخص کا دل جیت لیں اور تبلیغی گفتگو کا آغاز ایسے امور سے کریں جو مشترکہ ہوں اور آغاز میں ہی مخاطب کے عقائد کو غلط کہہ کر نفرت کا اظہار کرنا اور سختی سے اپنی صداقت اور دوسرے کے بطلان پر اصرار کرنا تبلیغ کو غیر موثر کر دیتا ہے۔

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولاً صحابہ کرام کی تعلیم و تدریس کا اہتمام فرماتے پھر انہیں معلم اور مبلغ بنا کر مختلف علاقوں میں بھجواتے چنانچہ حضرت مالک بن حویرثؓ کو آپؐ نے تین ہفتے تعلیم دی اور فرمایا کہ جاؤ اپنے خاندان میں جاکر اسلام کی تعلیم دو اور اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو آپؐ نے مدینہ کے نومسلموں کی تربیت کے لئے نیز مدینہ میں تبلیغ کے لئے بھجوایا۔ اسی طرح اصحاب صُفّہ تھے جو تمام قسم کے دنیاوی علائق سے منقطع ہو کر دن رات دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور پھر جہاں ضرورت ہوتی وہاں بھجوا دیئے جاتے۔ اس کے علاوہ تاریخ اسلام سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے حضرت خالد بن ولید کو مکّہ کے اطراف میں حضرت مغیرہ بن نصیر کو بحرین، حضرت عمرو بن العاص کو عمان، حضرت دبر بن نخیس کو ابنائے فارس، حضرت مہاجر بن ابی امیہ کو یمن کی طرف بھجوایا۔ اس کے علاوہ حضرت معاذ بن جبل، حضرت موسیٰ اشعری اور دوسرے صحابہ کو عدن بھجوایا۔

تبلیغ کے کام کو منظم کرنے اور منصوبہ بندی کرنے کے لئے تبلیغی مراکز کا قیام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔ آغاز رسالت سے آپؐ نے کوہ صفا کے دامن میں دارارقم کو اپنا تبلیغی مرکز بنایا جہاں تین سال

تک ابتدائی مسلمانوں کا گروپ خاموشی کے ساتھ تبلیغی منصوبہ بندی میں مصروف رہا۔ دارارقم میں مسلمان مل کر نمازیں ادا کرتے اپنی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے اپنی روئدادیں اور تجربات بیان کرتے۔ تبلیغ اسلام کو وسعت دینے کے لئے منصوبہ بندی اور پلان تیار کئے جاتے۔ متلاشیان حق اس مرکز میں آکر اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی مرکز میں آنے والوں کو تبلیغ کرتے، حضرت عمر بن الخطاب نے اسی مرکز میں آکر بیعت کی۔ کسی مرکز کے بغیر منظم تبلیغی منصوبہ بندی ممکن نہیں ہے اور دارارقم تاریخ اسلام میں پہلا تبلیغی مرکز تھا جہاں سے اسلام کی شعاعیں پھیلیں اور اپنے ماحول کو منور کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ میں ہمیں خفیہ اور انفرادی تبلیغ نیز اجتماعی اور کھلے بندوں تبلیغ دونوں رنگ نظر آتے ہیں۔ آغاز رسالت میں آپؐ نے انفرادی اور خفیہ تبلیغ کی لیکن خدائی حکم فاصدع بما تومر کے تحت آپؐ نے قریش مکّہ نیز اپنے قریبی عزیزوں کو کھانے پر مدعو کر کے تبلیغ کی نیز جب مکّہ کے ایک بااثر شخص مطعم بن عدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امان دینے کا اعلان خانہ کعبہ میں جا کر کیا تو اس کے بعد آپؐ نے اجتماعات، میلوں اور قبائل میں جا کر اعلانیہ تبلیغ شروع کر دی غرض آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے کہ آپؐ خفیہ اور اعلانیہ دونوں طریق تبلیغ حالات کے مطابق اختیار فرماتے تھے۔

قریبی عزیزوں، واقف کاروں اور دوستوں کو کھانے پر مدعو کر کے تبلیغ کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اسوہ سے ثابت ہے جب خدائی حکم وانذر عشیرتک الاقربین کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قریبی رشتہ داروں کو کھانے کی دعوت پر بلایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر آپؐ نے خدا تعالیٰ کی توحید پر تقریر کرنی چاہی تو لوگ منتشر ہو گئے۔ کسی نے آپؐ کو مخاطب کر کے کہا تبالک الھذا جمعتنا یعنی تو ہلاک ہو، کیا تو نے اس لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ چند دن کے وقفہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دوبارہ کھانے کی دعوت پر بلایا۔ کھانے کے بعد جب آپؐ نے تقریر کرنی چاہی تو آپؐ کے معاند چچا ابولہب نے محفل منتشر کر دی اور لوگوں نے آپؐ کی کمزوری کا تمسخر اور استہزاء سے ذکر کیا۔ ان سب واقعات کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت بلند ہمتی، عزم استقلال اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کیا۔

قرآن کریم میں سورۃ یوسف کی ایک آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کے طریق تبلیغ کو یوں بیان کرتی ہے۔ قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ یعنی تو کہہ دے کہ یہ میرا طریق ہے کہ میں اور میرے متبعین بصیرت کی راہ سے انسانوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ بصیرت سے مراد عقلی اور نقلی دلائل اپنے عقائد کا گہرا علم اور اس کی صداقت کا قائل ہونا ہے۔ اس کے علاوہ بصیرت میں ذاتی تجربات اور مشاہدات بھی شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ نزول وحی اور خدا کے ساتھ ایک ذاتی زندہ تعلق ہونے کی وجہ سے اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کا حسن دیکھ کر وہ اسلام کے ابدی اور عالمگیر پیغام کے دل کی گہرائیوں سے قائل ہو چکے تھے اور صداقت اسلام پر انہیں ایک اعلیٰ درجہ کی بصیرت حاصل ہو چکی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کی وحی نازل ہوتی۔ آپؐ کو قرآن کریم کے دلائل اور صداقتوں کا علم عطا کیا گیا جس کی وجہ سے آپؐ کو بصیرت کا اعلیٰ مقام حاصل تھا گویا کہ خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہی وہ بصیرت تھی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو ۱۳ سالہ مکّی زندگی کے دوران شدید مصائب اور مشکلات میں بھی اسلام پر استقامت عطا کرتی رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو داعی الی اللہ اپنے مذہب اور عقائد پر بصیرت کا رنگ نہ رکھتا ہو۔ وہ ہرگز دوسروں کو موثر رنگ میں پیغام نہیں پہنچا سکتا۔

بادشاہوں اور قبائل کے سرداروں کے نام تبلیغی خطوط لکھ کر انہیں خدا کی طرف بلانا بھی سنت نبوی سے ثابت ہے۔ چھ ہجری میں جب قریش کے ساتھ صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہو جانے کے بعد عارضی طور پر امن کے حالات پیدا ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک ایسا تبلیغی کارنامہ انجام دیا جس کی مثال پہلے نبیوں میں نہیں ملتی۔ آپؐ نے عرب اور عجم کے بڑے بڑے شہنشاہوں اور بادشاہوں اور حاکموں کے نام تبلیغی خطوط لکھ کر عالمگیر تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ یہ خطوط آپؐ نے اپنے بعض صحابہ جیسے حضرت وحیہ کلبیؓ، عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ، عمرو بن امیہ ضمریؓ اور حضرت سلیط بن عمروؓ کے ہاتھ مختلف بادشاہوں اور شہنشاہوں کو بھجوائے آپؐ نے ہرقل قیصر روم کو جو دنیا کا عظیم طاقتور عیسائی بادشاہ تھا کو تبلیغی خط لکھا۔ یہ بادشاہ اسلامی وفد کے ساتھ بے حد احترام اور عزّت سے پیش آیا اگرچہ اسے ایمان کی دولت تو نصیب نہ ہو سکی مگر اس نے اپنے حسن سلوک سے اپنی نجابت کا ثبوت دیا۔ خسرو پرویز کسریٰ ایران نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا تو سخت غصّہ میں آیا اور خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اپنے ایک ماتحت فرمانروا کو حکم دیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ اس نے آپؐ کے نامہ مبارک کو چاک کر دیا ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کے بھی ایسے ہی ٹکڑے کرے گا چنانچہ حضرت عمرؓ خلیفہ دومؓ کے زمانہ میں مسلمانوں نے ایران فتح کر لیا اور کسریٰ ایران کا تکبر محمد عربیؐ کے غلاموں کے قدموں تلے روندا گیا خسرو پرویز کے حکم پر جب دو مضبوط سوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے پہنچے تو آپؐ نے انہیں کہا کہ وہ ایک رات ٹھہر جائیں۔ اگلے دن آپؐ نے انہیں خدا تعالیٰ سے خبر پا کر بتایا۔ ابلغا صاحبکما ان ربی قتل ربہ فی ھٰذہٖ اللیلۃ کہ جاؤ اور اپنے فرمانروا کو خبر دے دو کہ میرے خدا نے آج رات تمہارے خدا کو قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ واقعی اسی رات خسرو پرویز اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ جس نے تخت پر بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ کا حکم گرفتاری واپس لے لیا۔ جریج بن مقوقس مصر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خط بھجوایا تو وہ بے حد عزّت اور احترام سے پیش آیا اور آپؐ کو وفد کے ہاتھوں بہت ہی قیمتی تحائف بھجوائے۔ اس کے علاوہ آپؐ نے اصحمہ نجاشی جو ایبے سینیا کا فرمانروا تھا کو خط بھجوایا۔ اس نے خط پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ ۹۔ ہجری میں اس مومن بادشاہ کا انتقال ہوا جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الہاماً خبر دی گئی۔ چنانچہ آپؐ نے اس کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔ منذر تیمی حاکم بحرین نے بھی خط پڑھ کر اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے علاقہ کے تمام عرب اور عجم مسلمان ہو گئے۔ بادشاہوں اور بڑے لوگوں کو خطوط کے ذریعہ تبلیغ کرنا بھی سنت نبویؐ ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۴۰ پر ملاحظہ فرمائیں

مقالہ خصوصی
م ۔ ا ۔ د

بیرونی دُنیا میں

پاکستان کی ایک نرالی شناخت

حال ہی میں اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ امریکہ کی رپورٹ برائے انسدادِ منشیات کے مطابق پاکستان کے کم از کم تین ارکان پارلیمنٹ منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ہیں اور منشیات سے حاصل ہونے والے کالے دھن نے پاکستان کی معیشت کو بُری طرح متاثر کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق قبائلی علاقہ میں تیار ہونے والی دو تہائی ہیروئن پاکستان کے سترہ لاکھ افراد استعمال کرتے ہیں۔ انسدادِ منشیات کے پاکستانی اداروں میں سیاسی مداخلت ہوتی ہے۔ خود پی آئی اے کے ذریعہ ہیروئن سمگل کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۲ء تک پی آئی اے کے ذریعہ لے جانے والی ۱۶۵ کلو ہیروئن پکڑی گئی۔ امریکہ کی تفصیلی رپورٹ میں منشیات کے استعمال اور اُس کی سمگلنگ کے تعلق میں پاکستان کی تیزی سے بگڑتی ہوئی جس صورت حال کی نشاندہی کی گئی ہے اسے روزنامہ جنگ لندن نے بجا طور پر بے حد تشویشناک اور روح فرسا قرار دیا ہے وہ اپنے ایک ادارتی مقالہ بعنوان "منشیات کا طوفان اور حکومت کی ذمّہ داری" میں مزید رقمطراز ہے:۔

"یہ حقیقت ہے کہ منشیات کی کمائی نے معاشرے کا توازن بگاڑ دیا ہے۔ اس نے اخلاقی، معاشرتی اور سماجی قدروں پر نہایت ناخوشگوار اثرات مرتب کئے ہیں۔ اس کی بدولت جرائم پیشہ افراد پر مشتمل نودولتیوں کا ایک ایسا طبقہ معرضِ وجود میں آیا ہے جس نے معاشرے کے امن و امان سے لے کر زندگی کے ہر پہلو پر ناپسندیدہ اثرات مرتب کئے ہیں اور حصولِ دولت کے غیر صحتمند جذبۂ مسابقت نے پورے معاشرے کو کرپٹ کر دیا ہے۔ اندرونِ ملک ہیروئن کی پھیلائی ہوئی تباہ کاریوں کے علاوہ ہمارے بعض نہایت گہرے دوست اور محسن ممالک جن میں سعودی عرب سرِفہرست ہے ہماری ان حرکتوں کا بُری طرح شاکی ہے۔ ہر جمعہ پر سعودی عرب کے کسی نہ کسی شہر میں پاکستان کے منشیات کے دو ایک سمگلروں کے سر قلم کئے جاتے ہیں لیکن سمگلروں اور دوسرے محکموں کے تعاون سے جاری یہ دھندہ رکنے میں نہیں آرہا۔ بیرونی دنیا میں منشیات کی سمگلنگ پاکستان کی شناخت بنتی چلی جارہی ہے حکومت نے ابھی تک منشیات کے سمگلروں کی جائیدادیں ضبط کرنے اور انہیں سنگین سزائیں دینے کی تجاویز سے آگے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ حالت یہ ہے کہ اندرونِ ملک نوجوان نسل کے ایک قابلِ ذکر حصّے کی صحت و تندرستی کا اور بیرونی دنیا میں پاکستان کے وقار کا جنازہ نکل گیا ہے۔"

(روزنامہ جنگ لندن ۲ر اپریل ۱۹۹۳ء صہ ۴)

حقیقۃً یہ انتہائی افسوسناک اور خون کے آنسو رُلانے والی بات ہے کہ پاکستان میں ہیروئن کے انتہائی مہلک نشہ کے عادی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد سترہ لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور اس تعداد میں سال بہ سال تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ دس بارہ سال کے اندر اندر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی اتنی بڑی تعداد مفید اور کارآمد شہری بننے کی بجائے اپنے آپ کو ناکارہ محض بنا کر آہستہ آہستہ موت کے اندھے کنوئیں میں اُترتی چلی جارہی ہے۔ اگر فوری اور انتہائی مؤثر انسدادی تدابیر اختیار نہ کی گئیں اور خدانخواستہ یہ تعداد اسی طرح بڑھتی رہی تو خوف آتا ہے کہ کہیں پاکستان ناعاقبت اندیش اور بدنہاد و بدقماش نشہ بازوں کی قوم بن جائے خدا ہماری قوم کو اپنی رحمتِ خاص کے طفیل ایسے بدانجام سے محفوظ رکھے آمین۔ انتہائی بے چین اور مضطرب کر دینے والی اس روح فرسا صورت حال کا دوسرا انتہائی تشویشناک پہلو یہ ہے کہ پاکستان کا شمار چوری چھپے دوسرے ملکوں میں ہیروئن سمگل کرنے والے ملکوں میں ہوتا جارہا ہے حتیٰ کہ روزنامہ جنگ لندن کے اداریہ نویس کے بقول بیرونی دنیا میں منشیات کی سمگلنگ پاکستان کی شناخت

بنتی چلی جارہی ہے۔ العیاذ باللہ۔

سوچنے والی بات یہ ہے کہ اپنی مملکت خداداد کے لئے "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کا نام اختیار کرنے اور مملکت میں نفاذِ اسلام کا ڈھنڈورا پیٹنے کے بعد ہم پاکستانیوں کی یہی شناخت ہونی چاہیئے؟ اگر ہم میں سے مسلمان کہلانے والے بہت سے پاکستانیوں نے یہی لچھن اختیار کرنے تھے اور عملی طور پر یہی گُل کھلانے تھے تو بہتر تھا کہ ہم اپنی مملکت کے نام کے ساتھ "اسلامی جمہوریۂ پاکستان" کا لیبل یا طرۂ امتیاز نہ لگاتے اور اگر طرۂ امتیاز لگانا ہی تھا تو پھر صحیح معنوں میں انسان بن کر دکھاتے اور اسلامی کردار کا دل موہ لینے والا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے کہ ہم پاکستانیوں کی سلامتیِ روی، ایمانداری اور تقویٰ شعاری کی شرق و غرب میں دھوم مچ جاتی۔ بڑی قومیں ہماری تقلید پر مجبور ہو جاتیں اور چھوٹی اور مظلوم قومیں گواہی دے اٹھتیں کہ ہمارے دلدر دور ہوں گے تو ان پاکبازوں کے ذریعہ ہی دور ہوں گے۔ غیروں کا ہمارے کردار سے متاثر ہونا تو کجا خود مسلمان ممالک ہم پاکستانیوں کے طرزِ عمل سے شاکی ہیں اور آئے دن سعودی عرب میں ہیروئن کے پاکستانی سمگلروں کے سر قلم کئے جا رہے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اس سے یہ حقیقت آئینہ کی طرح روشن ہوئے بغیر نہیں رہتی کہ محض نام میں کچھ نہیں رکھا۔ اسلام کی طرف منسوب ہونے یعنی مسلمان ہونے اور مسلمان کہلوانے کا اصل راز اعمال صالحہ بجالانے اور اپنے وجودوں میں اسلامی اعمال و کردار کا عملی نمونہ پیش کرنے میں مضمر ہے۔ اعمال تو بجالاؤ غیر مسلموں سے بھی بدتر اور پھر فخر کرو اس پر کہ "الحمدللہ ہم مسلمان ہیں" اس کی خدا کی نگاہ میں بھلا کیا قیمت ہو سکتی ہے۔ یہ تو اُس کے غضب کو بھڑکانے والی بات ہے۔ اسی طرح اگر بُرے اعمال بجالانے والے محض نام کے مسلمان اپنی سیاسی مصلحتوں کے پیشِ نظر بعض اعمال صالحہ بجالانے والے مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دے کر انہیں دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کا اعلان کرنے لگیں تو اس کے نتیجہ میں وہ باعمل اور صاحب کردار مسلمان غیر مسلم بننے سے رہے، وہ تو خدا کی نگاہ میں بدرجہ اولیٰ مسلمان ہی رہیں گے اس لئے کہ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی (النجم آیت ۳۲) اور اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ایسے بے عمل مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف آیات ۳، ۴)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ خدا کے نزدیک اُس بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں بہت ناپسند ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ پاکستان کے مسلمانوں کو خود اپنے نام اور اپنی مملکت کے نام کی لاج رکھتے ہوئے ایسے طرزِ عمل سے باز آنے کی توفیق عطا کرے جس نے بقول روزنامہ جنگ (لندن) پورے معاشرہ کو کرپٹ یعنی بدچلن بنا کر رکھ دیا ہے۔ وہ انہیں دوسروں پر نکتہ چینی کرنے اور ان کے بارہ میں ایمان یا عدم ایمان کا حکم لگانے کی بجائے اپنے ایمان کی فکر کرنے کی توفیق بخشے اور پھر حقیقی ایمان کے مطابق اعمال بجالانے کی سعادت سے بہرہ ور کرے تاکہ ان کی مملکت کا اور خود اسلام کا دنیا میں بول بالا ہو۔ آمین۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو!

بابری مسجد ہو یا کہ مسجدِ شہرِ دِگر
ہیں ملائک کی نظر میں سب خدا تعالیٰ کے گھر

بابری مسجد کے غم میں آج سب دلگیر ہیں
شیعہ ، سنی ، احمدی سب کے ہیں شق قلب و جگر

آؤ سوچیں کیوں ہوا وارد مسلماں پر عتاب
آئے دن کیوں ہوتے ہیں بیچارے مسلم دربدر

رہبرانِ قوم کے فکر و عمل میں ہے تضاد
سوچ میں ان کی کجی ہے منفعت پیشِ نظر

کچھ مساجد کی شہادت پر سراپا احتجاج
بعض کی بے حرمتی کا کچھ نہیں ہوتا اثر

احمدیہ مسجدیں جب منہدم ہوتی رہیں
بے حسی طاری رہی اور چپ رہے اہلِ نظر

حاکموں کی زیرِ نگرانی ہوا جو کچھ ہوا
لوٹ مار آتش زنی ہوتی رہی شام و سحر

ڈر گئے دانشورانِ قوم بھی مُلّاؤں سے
بدتریں مخلوق جن کو کہہ گئے خیر البشر

جن کو سب گردانتے ہیں فتنہ گر فتنہ نواز
بھیڑیوں سے جن کو بدتر کہہ گئے اہلِ خبر

خون کرتی ہیں جو قومیں عدل اور انصاف کا
ایسے ہی پاتی ہیں وہ اپنے گناہوں کا ثمر

مجرمانہ حرکتوں کا پھل ملا ہے قوم کو
از مکافاتِ عمل غافل مشو اے دیدہ ور

چوہدری شبیر احمد ـــــ ربوہ

المناک سانحہ

دار التبلیغ ڈھاکہ کی تفصیلات

مکرم عبد العزیز صادق صاحب، مربی سلسلہ احمدیہ، ڈھاکہ

المناک سانحہ دار التبلیغ ڈھاکہ پر حضور انور نے ۶ نومبر ۱۹۹۲ء کو ایک ایمان افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس سانحہ کی خبر بنگلہ دیش کے تقریباً سارے بنگلہ و انگریزی اخبارات (جن کی تعداد ۲۵ سے اوپر ہے) پہلے صفحہ پر تصاویر کے ساتھ نمایاں طور پر شائع کی ہے۔ وائس آف امریکہ، بی بی سی، آکاش وانی نے اس کی خبر نشر کی ہے۔ اس سانحہ پر بڑے دکھ درد کے ساتھ بہت سارے اخبارات میں بعد میں بھی کئی دنوں تک تذکرے و تبصرے ہوتے رہے ہیں اور اب بھی جبکہ اس واقعہ کو کچھ عرصہ ہو گیا ہے کسی نہ کسی اخبار میں روز ہی اس کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس سانحہ نے ملک کے اہل دل و دانش کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے کہ کیسے سنگدل اور بے رحم لوگ ہیں وہ جنہوں نے اسلام کے نام پر انجمن کے صحن میں بے دردی کے ساتھ بے گناہ لوگوں کا خون بہایا ہے، بے پرواہی سے قرآن کریم جلایا ہے، گستاخی کے ساتھ قرآن کریم کو پاؤں تلے روندا ہے اور بے خوفِ خدا ہو کر مسجد کے اندر نمازیوں کو مار مار کر اتنا خون بہایا ہے کہ جیسے بکرا ذبح کیا جاتا ہے۔

بنگلہ دیش کے بارہ میں چند سال پہلے حضور اقدس نے فرمایا تھا کہ بنگلہ دیش میں جو بھی حالات و واقعات ہوں گے وہ جماعت کے حق میں ہی ہوں گے۔ حضور کی اس خوشخبری کو گذشتہ کئی سالوں سے ہم پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ دار التبلیغ کے موجودہ تازہ المناک سانحہ کے نتائج بھی ہم چشم دید دیکھ رہے ہیں کہ اس سانحہ کے بعد احمدیت کی تبلیغ کا میدان اس قدر وسیع اور زرخیز ہو گیا ہے کہ ہم برسوں کے بعد برسوں تک کروڑوں روپے خرچ کر کے بھی اس طرح میدان ہموار نہیں کر سکتے تھے ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السماء کا منظر ہم دیکھ رہے ہیں۔ بارش کی طرح رحمت کے قطرات نازل ہو رہے ہیں۔ سو یہ سانحہ بنگلہ دیش میں احمدیت کی تاریخ میں ایک غیر معمولی واقعہ ہے جو بنگلہ دیش میں جماعت احمدیہ کے لیے ایک نئے دور کا آغاز ثابت ہو گا یہ خون اور جلے ہوئے قرآن کریم اور دیگر دینی کتب کی راکھ ایسی کھاد بنے گی جس سے بڑے بڑے طول و طویل مثمر اور بار آور درخت پھلیں اور پھولیں گے اور صدیوں تک آئندہ نسلیں ان کے ٹھنڈے سایوں سے اور پھلوں پھولوں سے متمتع ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ العزیز وما توکلنا الا علی اللہ القدیر

سانحہ کی ابتداء

اپریل ۱۹۸۷ء میں برہمن بڑیہ کے شریر النفس ایم پی ہمایوں کبیر اور متعصب ڈی سی شمس العالم کی بے انصافی کی وجہ سے جب وہاں کے شدید معاندین احمدیت نے "شر من تحت ادیم السماء" علماء مدرسہ کے طلباء اور چند دیگر شہریوں کی مدد سے احمدیہ مسجد مبارک برہمن بڑیہ پر زبردستی قبضہ کر لیا تو ان کی للچائی ہوئی حریص نظریں دار التبلیغ ڈھاکہ کی مرکزی مسجد دفاتر، پریس اور لائبریری پر جم گئیں۔ انہوں نے سوچا کہ مرکز پر قبضہ کرنے کے بعد ملک کی باقی مساجد پر خود بخود قبضہ ہو جائے گا اس طرح وہ احمدیت کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں گے۔ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے عرصہ دراز سے وہ خفیہ تیاری کر رہے تھے۔ حضور اقدس نے اس کو بھانپ کر ہی اس کی حفاظت کے لیے تدابیر اختیار کرنے اور ہر قیمت پر اس کی حفاظت کرنے کے لیے ارشاد فرمایا تھا اور ہم بھی احباب جماعت کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے لیے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ جب بھی شر پسندوں کے حملہ کا احتمال ہوا جناب نیشنل امیر صاحب نائب امیر صاحب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور آفس سیکرٹری صاحب حسب ہدایت تھانہ میں اطلاع دیتے چلے آئے ہیں۔ علاوہ ازیں صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھی خدام کی ڈیوٹی کا انتظام کرتے رہے ہیں۔ بڑے گیٹ کو ہمیشہ تالا لگا کر رکھتے ہیں مگر ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو شر پسندوں کی حرکات کے بارہ میں جو انجمن سے تقریباً دو سو گز کے فاصلہ پر عالیہ مدرسہ کے ہوسٹل کی چار دیواری کے اندر دو دن سے اجتماع کر رہے تھے اور جلوس بھی نکالا تھا نہ خدام نے معلومات حاصل کیں، نہ پولیس والوں کو اطلاع دی گئی، نہ خدام کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ یہاں تک کہ حملہ کے وقت بڑے گیٹ پر تالا بھی نہیں لگایا گیا تھا یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم سب ہی کچھ غافل سے ہو گئے تھے۔ بالآخر جو مصلحتِ الٰہی میں مقدر تھا وہی ہوا۔

۲۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو کوئی سوا تین بجے جناب نیشنل امیر صاحب حسب معمول گھر سے انجمن میں تشریف لائے اور اپنے آفس میں بیٹھ گئے

گیٹ کیپر نے اس کے بعد گیٹ پر تالا نہیں لگایا۔ پونے چار بجے مؤذن نے عصر کی نماز کے لیے اذان دی۔ اس وقت تقریباً اٹھارہ خدام اور آٹھ نو انصار موجود تھے جو اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ کوئی آفس کے کام میں کوئی وضو میں، کوئی دوسری منزل پر مسجد میں تھا۔ بڑا گیٹ مغربی طرف بائی روڈ سے ملحق تھا۔ مشرقی طرف تین رہائشی کوارٹروں میں تین عورتیں اور باقی چھوٹے بڑے لڑکے لڑکیاں تھیں۔ اذان کے ساتھ ہی میں اپنے آفس سے اٹھ کر مشرقی احاطہ میں واقع اپنے کوارٹر میں وضو کے لیے چلا گیا بنیان و شلوار پہن کر میں غسلخانہ میں وضو کر رہا تھا ابھی آدھا وضو ہی کیا تھا کہ انجمن کے بڑے صحن سے سخت شور و غل کی آواز آئی۔ میں سمجھ گیا کہ انجمن کے اندر دشمن کے لوگ گھس آئے ہیں۔ میں اسی حالت میں سندر بن سے آئی ہوئی ایک لاٹھی جو میرے صحن کے دروازہ کے ساتھ رکھی ہوئی تھی لیکر باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ انجمن کے بڑے صحن میں دشمن کے کوئی تین چار سو افراد نعرے لگا رہے ہیں اور آوازے کس رہے ہیں، توڑ پھوڑ کر رہے ہیں اور سات آٹھ افراد بڑے صحن سے ملحق چھوٹے صحن میں جو میرے کوارٹر کے سامنے واقع ہے ہمارے دو خدام خلیل الرحمٰن و نظر الاسلام کو مار رہے ہیں۔ میں جیسے ہی آگے بڑھا ان کے ایک شخص نے میری لاٹھی چھیننے کی کوشش کی مگر چھین نہ سکا۔ اس دوران خلیل الرحمٰن کی ہاکی ٹوٹ گئی اور وہ پیچھے بھاگ گیا۔ اس کے ساتھ نظر الاسلام بھی غائب ہو گیا۔ اسی کشمکش میں ہمارا ایک خادم کوثر احمد لائبریرین میرے پیچھے سے لاٹھی لے کر آگے بڑھا اور میرے دائیں طرف دشمن کے ایک اور شخص پر وار کیا۔ اس وقت تک میں اپنے مدِمقابل کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔ چونکہ لڑائی شروع ہو چکی تھی اس لیے بلا توقف میں نے اپنے ساتھی کوثر میاں کے مدمقابل پر وار کیا۔ اس کے بعد دشمن کے یہ سات آٹھ افراد پسپا ہو کر دس بارہ گز پیچھے بڑے مجمع میں جا شامل ہوئے میں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر دشمن کا تعاقب کیا اس خیال سے کہ میرے ساتھی آگے بڑھیں گے اور دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ میں آگے بڑھتے بڑھتے دشمن کے بڑے مجمع کے سامنے چلا گیا تو دیکھا کہ میرے دائیں بائیں میرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ کوثر میاں کی لاٹھی ٹوٹ گئی اور بانٹ لینے کیلئے وہ پیچھے چلا گیا باقی ادھر ادھر مختلف جگہوں میں بکھرے ہوئے خدام سراسیمہ اور بدحواس ہو کر انجمن کی دیواریں پھلانگ کر باہر چلے گئے کیونکہ ان کو لاٹھی سونٹا پکڑنے کا موقعہ نہیں ملا۔ وہ دراصل نماز کی تیاری کر رہے تھے اور کسی کو بھی اس صورتِ قیامت کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ میں جب تن تنہا تین چار سو خونخوار وحشی مولویوں کے بڑے مجمع کے سامنے پہنچا تو مجھ پر روڑوں کی بارش شروع ہو گئی اور جسم کے مختلف حصوں پر روڑے پڑے اور سامنے کا ایک دانت ہِل گیا۔ سات آٹھ گز کے فاصلہ سے ایک نوجوان مجھ پر پستول سے نشانہ لینے لگا۔ ایک دفعہ سوچا کہ پستول پر لاٹھی سے وار کروں مگر معاً سوچا کہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ مجھ پر فائر کر کے نیچے گرا دے گا۔ سو میں فوراً پیچھے ہٹا اور اپنی پہلی جگہ پر آ کھڑا ہوا۔ یہاں بھی میں تنہا ہی رہ گیا۔ میں کھڑا ہی ہوا تھا کہ پانچ چھ افراد نے مجھ پر لاٹھی سے حملہ کر دیا۔ ایک شخص نے زور سے میرے سر پر مارا۔ سر پھٹ گیا اور خون کی دھاریں بہہ پڑیں۔ دیکھتے دیکھتے بنیان اور شلوار خون سے لت پت ہو گئیں۔ ایک اور شخص نے میرے بائیں طرف سے سر پر وار کیا تو میں نے اپنا بایاں بازو سر کے سامنے کر دیا اور ضرب سے بازو ٹوٹ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں سُوج گیا اور شدید درد شروع ہو گیا جب دیکھا کہ ایک ہاتھ سے اتنے آدمیوں کا مقابلہ ناممکن ہے تب میں اپنے گھر کی طرف پیچھے ہٹ گیا۔ صحن کے دروازہ پر پہنچا ہی تھا کہ ایک شخص نے سر کی پچھلی طرف ایک اور ضرب کاری لگائی جس سے میں اوندھے منہ زمین پر گر پڑا۔ پاؤں دروازہ پر اور جسم اندر صحن کی طرف۔ تب دشمن نے سمجھا کہ میرا کام تمام ہو گیا ہے۔ وہ پیچھے چلے گئے اور کوارٹر کے سامنے کھڑی انجمن کی مائیکرو بس پر پٹرول ڈال کر آگ لگا دی۔ ادھر میں جان نہیں سکا کب مجھے کب ضرب لگی اور کب گرا۔ جب تھوڑی سی ہوش آئی تو یوں محسوس ہوا کہ میں ابھی مر جاؤں گا۔ دو تین منٹ اسی حالت میں پڑا رہا پھر کچھ جان آ گئی۔ اس وقت دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے سے ایک نوجوان لہو لہان ہو کر غسلخانہ کیطرف جا رہا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ میں محفوظ نہیں ہوں۔ کسی طرح اٹھ کر کمرے کے دروازہ پر دستک دی اور آواز دی مگر چونکہ میری آواز بدلی ہوئی تھی اس لیے گھر والے مجھے پہچان نہ سکے۔ وہ تو پہلے ہی بہت سہمے ہوئے تھے تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھلا تو سر پھٹا ہوا، بازو ٹوٹا ہوا اور خون میں لت پت دیکھ کر میری بیوی، تین لڑکیاں حلیمہ صادقہ (۲۲ سال) رشیدہ قانتہ (۲۰ سال) نصرت صادقہ (۱۳ سال)، بڑا لڑکا جری اللہ صادق (۱۸ سال) بے اختیار رونے لگے۔ میں نے کہا مجھے فرش پر لٹا دو۔ سر سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔ بیس پچیس منٹ کے بعد میرا چھوٹا لڑکا حبیب اللہ صادق (۱۶ سال) مسجد کی تیسری منزل سے مجھے مارتے ہوئے دیکھ کر نیچے اُترا، تو دشمن نے اسے بھی پکڑ لیا۔ اس نے کہا تم مجھے کیوں پکڑتے ہو میں تو اسی محلے کا لڑکا ہوں۔ تب انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ دشمن کے بیچوں بیچ گھر پہنچ گیا اور غسلخانہ میں پڑے ہوئے زخمی کو اندر لے آیا۔ میرے پاس ہی اس کو بھی فرش پر لٹا دیا گیا۔ اسی دوران کوثر کے بیوی بچے ہمارے کوارٹر کی پچھلی طرف سے چلّانے لگے کہ ہمیں بچاؤ۔ چنانچہ میرے بڑے لڑکے نے کلہاڑی سے کھڑکی توڑ کر ان کو کھینچ کر اندر کیا۔ جب انہوں نے ہمیں زخمی اور خون لت پت دیکھا تو خیال کیا کہ دشمن نے کوثر کو مار دیا ہے۔ اس پر رونے دھونے اور گریہ وزاری سے گھر میں ایک ایسا دردناک منظر رونما ہوا کہ میرے پاس ان کی تسلّی کے لیے زبان نہیں تھی سوائے یا حفیظ یا عزیز یا رفیق پڑھنے کے۔ ہماری یہ حالت جنگ احد سے ملتی ہے۔ کوئی پون گھنٹے تک خونی ملاؤں نے تخریب کاری اور خون خرابہ اور توڑ پھوڑ کا بازار گرم کیے رکھا۔ مکرم نیشنل امیر صاحب کو نازک حالت کے پیشِ نظر کونے کے ایک کوارٹر میں ماسٹر ابو بکر صاحب (اکاؤنٹنٹ) نے پہنچا دیا تھا۔ شکر الحمدللہ وہ معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ میرے کوارٹر کے سامنے چونکہ جلتی ہوئی مائیکرو بس کے شعلے اٹھ رہے تھے اس لیے دشمن اس طرف نہ آ سکا۔ باقی انجمن کے اندر جس کو جہاں پایا بے رحمی سے اس کا خون بہایا۔ دوسری منزل پر مسجد کے اندر جا کر نمازیوں کو اس قدر بے دردی کے ساتھ مارا کہ ان کی ہڈیاں توڑ دیں اور جگہ جگہ اتنا خون بہایا کہ گویا بکرے ذبح کیے گئے ہوں۔ ان میں سے چند حضرات کے اسماء بغرض دعا تحریر ہیں۔ شمس الرحمٰن صاحب ایڈوکیٹ، عبدالرحمٰن صاحب، عبدالقادر صاحب، ناصر احمد پٹواری صاحب، پروفیسر عبدالجبار صاحب، مولانا مظہر الحق صاحب جو ایک صاحب علم اور متقی انسان ہیں کو پکن کے سامنے سر اور منہ پر اتنا مارا کہ وہ پہچانے نہیں جاتے تھے۔ کوثر احمد صاحب، عبدالوہاب صاحب

اور ابوبکر صاحب کو انجمن کے صحن میں بہت مارا گیا۔

مالی نقصانات

تخریب کاروں نے لائبریری جلادی جس میں مختلف زبانوں میں تراجم قرآن وحدیث اور مختلف قیمتی کتب و رسائل موجود تھے۔ کتابوں کی تعداد چالیس ہزار سے زائد تھی۔ دفاتر کے رجسٹر، کاغذات، فرنیچر جلا کر راکھ میں تبدیل کردیا۔ دروازے، کھڑکیاں تقریباً سب توڑ دیں۔ نہایت خوبصورت ومعلوماتی نمائش گاہ کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ پریس کو آگ لگادی۔ تقریباً پون گھنٹے کے بعد فائر بریگیڈ کی ۵ گاڑیاں آئیں تو راستہ میں مولویوں نے رکاوٹیں کھڑی کیں مگر وہ گاڑیاں رکاوٹوں کو ہٹا کر انجمن کے اندر آگئیں اور مغرب کے بعد تک آگ بجھانے کا کام کیا۔ اس کے ساتھ ہی خاصی تعداد میں پولیس بھی پہنچ گئی۔ مغرب کے وقت پھر مولوی لوگ جلوس کی صورت میں لاؤڈ سپیکر میں مائیکنگ کرتے ہوئے کہ ہم اس مسجد میں نماز پڑھیں گے۔ لیکن اس میں وہ کامیاب نہیں ہوسکے۔ ان لوگوں سے انجمن کے احاطہ کو خالی کرانے کے بعد ہم بارہ شدید زخمیوں کو امبولینس میں ہسپتال پہنچایا گیا جہاں آپریشن اور علاج معالجے کے بعد کوئی زخمی جلدی اور کوئی دیر سے صحت یاب ہوگیا۔ الحمدللہ۔

بی بی سی، وائس آف امریکہ و آکاش وانی

اسی رات کو بی بی سی، وائس آف امریکہ اور آکاش وانی نے اس المناک سانحہ کی مختصر خبر نشر کی مگر بنگلہ دیش نے نہ کی۔ بہرحال جلدی ہی دیس بدیس میں اس سانحہ کی خبر پہنچ گئی۔

اخبارات

بنگلہ دیش کے تقریباً سترہ بنگلہ وانگریزی روزنامہ اخبارات نے اس سانحہ کی خبر جلی حروف میں شائع کی۔ بعض اخبارات نے تصاویر کے ساتھ پہلے صفحہ پر اور پہلی خبر کے طور پر عمدہ رنگ میں اس خبر کو شائع کیا اور اس ظلم اور شرمناک کام کرنے والوں پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور حکومت سے اس کے خلاف تعزیری کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔ جیسے روزنامہ "بھوریر کاغذ"، "بنگلہ بازار پتریکا"، "لال سبوز"، "روپالی"، "سنگباد"، "بنگلار بانی"، "آجکر کاغذ"، "اتفاق" اور انگریزی اخبارات "ڈیلی سٹار"، "مورننگ سن"، "آبزرور" وغیرہ۔ لیکن دو بنگلہ روزنامہ "انقلاب" (ترجمان جمعیت العلماء) اور "سنگرام" (ترجمان جماعت اسلامی) نے گو اس المناک سانحہ کی خبر چھاپی ہے مگر انہوں نے اپنی عقربی عادت کو بھی ظاہر کیا اور لکھا کہ اگر قادیانیوں کو حکومت پہلے ہی غیر مسلم اقلیت قرار دے دیتی تو یہ واقعہ نہ ہوتا۔ ان دو اخبارات کے علاوہ باقی تمام اخبارات نے اس ظالمانہ حملہ کی شدید مذمت کی ہے اور اسے سراسر ظلم قرار دیا ہے جس کے نتیجہ میں ملک کا مظلوم طبقہ اور وہ لوگ جو ظلم وجور کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جماعت احمدیہ سے ہمدردی کرنے لگے ہیں اور اس طرح تبلیغ کا میدان پہلے سے زیادہ وسیع ہوگیا ہے اور کثرت سے خطوط آرہے ہیں کہ احمدیہ جماعت سے متعلق لٹریچر بھیجا جائے اور اکثر ہفتہ وار رسائل میں جماعت احمدیہ کی تائید میں مضامین شائع ہورہے ہیں۔

بیعت ونئی جماعت کا قیام

اس واقعہ کے بعد ڈھاکہ میرنور اور بنگلہ دیش کی مختلف جگہوں سے بیعت فارم موصول ہوئے جن کی تعداد اب تک تیس کے لگ بھگ ہے سیدپور شہر کے نواح میں ایک نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔

باہمی محبّت و اخوّت کے نشان

اس واقعہ کے بعد بلاشک جماعتوں کے اندر باہمی محبت واخوت کا رشتہ بہت مضبوط ہوا ہے۔ ڈھاکہ انجمن پر حملہ اور احمدی بھائیوں کے زخمی ہونے کی خبر سن کر احمدی بھائی بہنوں میں شدید بے قراری اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ انہوں نے رو رو کر دعائیں شروع کردیں۔ نماز تہجد باجماعت شروع کردی۔ صدقات دیے اور دیے جارہے ہیں۔ نفلی روزے رکھے۔ بہرحال جو کچے تھے وہ پکے ہوگئے اور ایک عام بیداری کی لہر ساری جماعت بنگلہ دیش میں پیدا ہوئی ہے اور مالی قربانی کی روح بھی تازہ ہوگئی ہے فالحمدللّٰہ علیٰ ذالک۔

ایک خیالِ خام کا جواب

اس سانحہ کے بعد ایک دوست مجھے کہنے لگے کہ آپ کیوں اتنے سارے دشمن کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ گھر کے اندر جاکر دعا میں لگ جاتے۔ میں نے جواب میں انہیں کہا کہ جماعت کا مربّی کبھی پسپا نہیں ہوسکتا میدان سے فرار نہیں ہوسکتا۔ اگر مربی مقابلہ کے وقت میدان چھوڑ کر دعا میں لگ جائے تو یہ عمل عملِ صالح نہیں ہوسکتا۔ مربی کو دیکھ کر پھر دوسرے بھی میدان میں مقابلہ کرنے کی بجائے اندر جاکر دعا میں لگ جائیں گے کیونکہ جماعت کے افراد مربی کے پیچھے اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قلیل تعداد کو لے کر دشمن کی بڑی تعداد کے مقابلہ میں نکلتے رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ

گھر میں دشمن گھس آئے اور مومن مقابلہ ہی نہ کرے تو وہ شہید کیسے ہوگا دارالتبلیغ ڈھاکہ کی مسجد اور جماعتی جائیداد کی حفاظت کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ ہر قیمت پر اس کی حفاظت کرنی ہے۔ اگر دشمن دارالتبلیغ میں گھس آئے اور میں گھر میں گھس کر دعا میں لگ جاؤں جبکہ تدبّر اور مقابلہ کا وقت سر پر آپہنچا ہے تو پھر میں نے قیمت کون سی ادا کی۔ ایسے وقت پر ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق دشمن کا پہلے مقابلہ کریں اگر زخمی ہوکر زمین پر گر جائیں یا شہید ہوجائیں تو پھر اپنے گھر کی خدا خود حفاظت فرمائے گا۔ ایسے موقعہ پر تدبیر کرنا ہی دعا کا دوسرا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمارے زخمی ہوکر گر پڑنے کے بعد انجمن کی حفاظت فرمائی اور اسے دشمن کے قبضہ میں ہمیشہ کے لیے نہیں جانے دیا۔

یہ میرے لیے اور مجھے یقین ہے کہ میرے دوسرے ساتھیوں کے

باقی صفحہ نمبر ۳۶ پر ملاحظہ فرمائیں

فرینکفرٹ میں

معیاری سونے کے

اعلیٰ زیورات کا مرکز

جی ہاں! آپ قطعی طور پر پریشان مت ہوں اس لئے کہ

INDIAN CORNER

گروسری

اور

تازہ سبزیاں

دستیاب ہیں

WESER STR. 11

6000 F/M-1

ہمارے ہاں ہر قسم کے سونے کے خوبصورت زیورات

ہر وقت تیار مل سکتے ہیں اور ٹوٹے ہوئے زیورات کی تسلی بخش

مرمت بھی کی جاتی ہے نیز

پرانا زیور دے کر تیار زیور بھی آپ خرید سکتے ہیں

ہمارا نصب العین

ایمانداری اور خوش اخلاقی

Indian Jewellers Corner

WESERSTRASSE 11, 6000 FRANKFURT M/1

☎ 069-25 15 81

TOP STOFF

سوٹ

ساڑھیاں

اور خوبصورت کپڑے کی دکان

کپڑا خریدنے

کیلئے تشریف لائیں

KAISER STR. 64

KAISER PSG. 23

6000 F/M

فرینکفرٹ میں آپ کا جانا پہچانا نام

ASC 1974 The Quality Sweet Manufacturers

اکمل سوئیٹ سینٹر

پستہ کی برفی — رس گلے — سموسے پکوڑے — بالوشاہی — لڈو، برفی — لڈو موتی چور

شامی کباب — شکر پارے — نمک پارے — جلیبیاں میسو — گلاب جامن — بادام کی برفی

نیز کچے سموسے بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں

AKMAL *SWEET CENTRE*

Kaiserstr. 53, 6000 Frankfurt am Main 1

Telefon (0 69) 23 48 47 & 55 63 94

حاجی محمد اکمل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے

الزام کا جواب

یہی نادان مولوی حضرت مرزا صاحب سے بغض کی وجہ سے آپ کی بعض تحریرات کو پیش کر کے عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ اور ان کے مقام بلند کا لحاظ نہیں رکھا۔ مثال کے طور پر ایک یہ تحریر پیش کرتے ہیں کہ:۔

”مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصّے اس نام رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں، جو پیچھے ایلیاء بنایا گیا۔ اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور ان کے خاص مریدوں میں داخل ہوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بداہت ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ بمقابل اس کے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔“

(دافع البلاء صفحہ ۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۲۰)

ان مولویوں کی منافقت تو اسی بات سے قطعی طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ جب عیسائی منّاد سراسر ظلم کی راہ سے انتہائی شدّت کے ساتھ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو ان کے دل میں ذرّہ بھر بھی غیرت ایمانی کروٹ نہیں لیتی۔ اور یہ اپنی خوابیدہ آنکھیں تک نہیں کھولتے۔ مگر جب ان تحریروں کا جن میں ہمارے آقا و مقتدا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی حد درجہ توہین کی گئی۔ عیسائیوں کے مسلّمات میں سے ہی الزامی جواب دیا جائے تو یہ لوگ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی محرّرہ بالا تحریر کو ملاحظہ فرمائیں اس میں اناجیل کے جس بیان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کیا اس میں وہ عیسیٰ مذکور نہیں جو اناجیل کا یسوع ہے۔ قرآن کریم میں جس نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اُس کے ساتھ تو ایسے کسی قصّہ کا ذکر نہیں۔ اس لئے اگر یہاں یسوع کی بجائے عیسیٰ یا مسیح لکھا بھی گیا تو یہ قصّہ خود ہی ثابت کرتا ہے کہ یہاں لازماً اناجیل کا یسوع ہی مراد ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا ذکر قرآن کریم میں نبی اللہ اور بنی اسرائیل کے رسول کے طور پر آیا ہے اور جو سب الزاموں سے پاک ہو کر بڑی کامیابی اور کامرانی کے ساتھ اس دُنیا سے رخصت ہوا۔ جس کی پیدائش بھی سلامتی کے زیرِ سایہ ہوئی اور جس کی وفات بھی سلامتی کی آغوش میں ہوئی۔

قبل اس کے کہ ہم قرآن کریم میں مذکور نبی اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق حضرت مرزا صاحب کے جذباتِ محبت اور عقیدہ بیان کریں۔ یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ عیسائیوں کو الزامی جواب دیتے ہوئے آپ نے مذکورہ بالا تحریر میں حضرت یحییٰؑ اور اناجیل میں مذکور مسیح کے حالات کا موازنہ کرتے ہوئے حضرت یحییٰؑ کے لئے قرآن میں استعمال کردہ لفظ ”حصورًا“ کی جو تشریح بیان فرمائی ہے وہ تفسیر ابن جریر، تفسیر جامع البیان، تفسیر کمالین، تفسیر ترجمان القرآن کے عین مطابق ہے۔ جن میں حصور کا مطلب یہ لکھا ہے۔ الّذی لایقرب النسآء اور الّذی لا یأتی النسآء کہ جو عورتوں کے قریب نہ جاتا ہو۔

اناجیل میں حضرت یحییٰؑ کے متعلق ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ جس میں آپ کے عورتوں سے اختلاط کا پتہ چلے جبکہ انہیں اناجیل میں مسیح کے عورتوں سے ملنے جُلنے کے متعدد واقعات درج ہیں۔ جن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں معترض مولویوں کے مقتدا مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکّی نے اپنی کتاب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۷۰ پر لکھا ہے۔

”جناب مسیح اقرار مے فرمایند کہ یحییٰ نہ نان میخورانیدند نہ شراب مے آشامیدند و آنجناب شراب ہم مے نوشیدند و یحییٰ در بیابان مے ماندند و ہمراہ جناب مسیح بسیار زنان ہمراہ مے گشتند و مال خود را مے خورانیدند و زنان فاحشہ پائہا آنجناب را بوسیدند و آنجناب مرتا و مریم را دوست میدا شتند و خود شراب برائے نوشیدند دیگر کساں عطا مے فرمودند“

کہ جناب مسیح خود اقرار فرماتے ہیں کہ یحییٰؑ نہ عورتوں سے میل

رکھتے تھے اور نہ شراب پیتے تھے لیکن آپ خود شراب پیتے تھے۔ اور آپ کے ہمراہ کئی عورتیں چلتی پھرتی تھیں۔ اور آپ اُن کی کمائی سے کھاتے تھے اور ایک بدکار عورت نے آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا اور مرتا اور مریم آپ کی دوست تھیں۔ آپ خود بھی شراب پیتے تھے اور دوسروں کو بھی دیتے تھے۔

اب دیکھئے! مولوی مہاجر مکیؒ صاحب نے یہاں "مسیح" ہی کا ذکر کیا ہے یسوع کا نہیں، لیکن یہ واقعات خود گواہی دیتے ہیں کہ یہ مسیح اناجیل کا یسوع تھا نہ کہ قرآن کریم کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی نوعیت حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں لفظ عیسیٰ و مسیح کے استعمال کی ہے۔

پھر یہ بھی دیکھیں کہ جو غرض حضرت مرزا صاحب کی تحریر کی ہے وہی مولوی مہاجر مکیؒ صاحب کی اس تحریر کی ہے اور دونوں کا مآل بھی ایک ہی ہے۔

پھر ایسی تحریروں پر اعتراض کرنا ان کاسہ لیس مولویوں کا حضرت مرزا صاحب پر نہیں بلکہ اپنے مقتدا اور راہنما مولوی رحمت اللہ مہاجر مکیؒ پر حملہ ہے یا پھر گذشتہ بزرگ مفسّرین پر۔

پس حضرت مرزا صاحب کے بغض اور عناد کی وجہ سے یہ ان مولویوں کی مجبوری تھی یا مصلحت خویشی کہ سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن پر تو داغ گوارا کر لئے مگر اس فرضی یسوع عیسیٰ مسیح کے دامن کا داغدار ہونا ان سے برداشت نہیں ہوتا، ہاں اُس شخص کا جس کا قرآن کریم میں ذکر ہی کوئی نہیں۔ اِدھر حضرت مرزا صاحب اپنی مجبوری کا ذکر ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اُسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا جیسا کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اُس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنے والے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچّے دل سے ایمان رکھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیشگوئی کی تھی بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا قرآن میں ذکر نہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو بٹمار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذب تھا۔ اور اُس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔ سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے تو ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔ اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کے ذکر کرنے کے وقت اُس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچّے آدمی کی نسبت رکھنا چاہیئے۔ ایسا آدمی اگر نابینا نہ ہوتا تو یہ نہ کہتا کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔ اور اگر نیک اور ایماندار ہوتا تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن و حدیث میں نام و نشان نہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶)

پس یہ تو وہ شخصیّت تھی جس کا نام یسوع تھا اور اناجیل میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔ لیکن قرآن کریم جس نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرماتا ہے آپ نے اُن کی بلند شان اور عظیم مرتبہ کا ذکر کثرت سے بیان فرمایا ہے اور اسی عظیم الشان ذات کا خود کو مثیل اور بروز اور اپنا بھائی قرار دیا ہے اور اس عظیم الشان نبی کی عزّت و تکریم کا جگہ جگہ ذکر فرمایا۔ ان میں سے چند عبارتیں پیش کر کے ہم اس بیان کو ختم کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے۔ اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں اور ان میں سے ہے جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واصل ہے اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔"

(تحفۂ قیصریہ، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۲)

"ہم لوگ پادری صاحبوں کے مقابل پر کیا سختی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح ان کا فرض ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی اور عزّت مانیں ایسا ہی ہمارا بھی فرض ہے ہم لوگ صرف خدائی کا منصب خدا تعالیٰ کے لئے خاص رکھ کر باقی امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک صادق اور راستباز اور ہر ایک ایسی عزّت کا مستحق سمجھتے ہیں جو سچّے نبی کو دینی چاہیئے۔" (کتاب البریّہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۳)

"میں مسیح ابن مریم کی بہت عزّت کرتا ہوں۔ کیونکہ میں روحانیت کی رُو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں مَیں مسیح موعود ہوں۔ سو میں اُس کی عزّت کرتا ہوں جس کا ہم نام ہوں۔ اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزّت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اُس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزّت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدّسہ سمجھتا ہوں۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۷، ۱۸)

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی ہیں اور بلاشبہ عیسیٰ مسیح خدا کا پیارا، خدا کا برگزیدہ اور دنیا کا نور اور ہدایت کا آفتاب اور جناب الٰہی کا مقرّب اور اس کے تخت کے نزدیک مقام رکھتا ہے اور کروڑہا انسان جو اس سے سچّی محبت رکھتے ہیں اور اس کی وصیّتوں پر چلتے ہیں اور

اس کی ہدایت کے کاربند ہیں وہ جہنم سے نجات پائیں گے۔"

(ضمیمہ رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صہ۴۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صہ۲۶)

"میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اور میں نے اسے بارہا دیکھا ہے ایک بار میں نے اور مسیحؑ نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔ اس لئے میں اور وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۳۰)

"اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی مشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔ اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا۔ اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔ اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سیّد الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے۔ اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(براہین احمدیہ صہ۵۰۱، ۵۰۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ روحانی خزائن جلد ۱)

"میں نے بارہا عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور کشفی حالت میں ملاقات ہوئی۔ اور ایک ہی خوان میں میرے ساتھ اس نے کھایا۔ اور ایک دفعہ میں نے اس کو دیکھا اور اس فتنہ کے بارہ میں پوچھا جس میں اس کی قوم مبتلا ہوگئی ہے۔ پس اس پر دہشت غالب ہوگئی۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت کا اس نے ذکر کیا اور اس کی تسبیح اور تقدیس میں لگ گیا اور زمین کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ میں تو صرف خاکی ہوں اور ان تہمتوں سے بری ہوں جو مجھ پر لگائی جاتی ہیں۔ پس میں نے اس کو ایک متواضع اور کسر نفسی کرنے والا آدمی پایا۔"

(نور الحق اوّل صہ۵۶ روحانی خزائن جلد ۸)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔

اخلاق ــــ ترقیات کا زینہ

اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے۔ جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالےٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔

(ملفوظات جلد چہارم صہ۲۱۶)

گھر میں ہے ...

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دھوپ میں جو مجھے سایا دے وہ سچا سایا گھر میں ہے

◎

پاتال کے دکھ وہ کیا جانیں جو سطح پہ ہیں ملنے والے
ہیں ایک حوالہ دوست مرے اور ایک حوالہ گھر میں ہے

◎

مری عمر کے اک اک لمحے کو میں نے قید کیا ہے لفظوں میں
جو ہارا ہوں یا جیتا ہوں وہ سب سرمایہ گھر میں ہے

◎

تو ننھا منا ایک دیا میں ایک سمندر اندھیارا
تو جلتے جلتے بجھنے لگا اور پھر بھی اندھیرا گھر میں ہے

◎

کیا سوانگ بھرے روٹی کیلئے عزت کیلئے شہرت کیلئے
سنو شام ہوئی اب گھر کو چلو کوئی شخص اکیلا گھر میں ہے

◎

اک ہجر زدہ بابل پیاری ترے جاگتے بچوں سے ہاری
اے شاعر کس دنیا میں ہے تو تیری تنہا دنیا گھر میں ہے

◎

دنیا میں کھپائے سال کئی آخر میں کھلا احوال یہی
وہ گھر کا ہو یا باہر کا ہر دکھ کا مداوا گھر میں ہے

(عبید اللہ علیم)

ہر احمدی کو

اپنے علاقہ کیلئے الٰہی تعلق کا نشان بننا ہوگا

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہمارا اوڑھنا بچھونا دعا ہی ہے اور ہمیشہ دعا ہی ہمارا اوڑھنا بچھونا رہنی چاہیے خدا سے ذاتی تعلق میں جماعت احمدیہ کی زندگی ہے۔ اور کسی ایک انسان کا خدا سے ذاتی تعلق کا ہونا کافی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ بکثرت دنیا کے کونے کونے میں ہر احمدی کو یہ تعلق ذاتی طور پر قائم کرنا ہوگا۔ اور ہر احمدی کو اپنے علاقہ کے لئے اس الٰہی تعلق کا نشان بننا ہوگا۔ جب تک بکثرت تمام دنیا میں احمدیت کی صداقت کا یہ نشان ظاہر نہیں ہوتا آپ محض دلیل کی رُو سے دنیا کے دل نہیں جیت سکتے۔ دنیا اتنی تیزی کے ساتھ مادہ پرستی کی طرف دوڑ رہی ہے کہ وہ نقد سودوں کی عادی ہو چکی ہے۔ مشاہدات کی دنیا میں رہتے رہتے انسان محض اس چیز کا قائل ہونے پر آمادہ ہوتا ہے جسے وہ اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھے۔ اس لئے دلائل کی دنیا ماضی کی باتیں ہیں۔ ہاں بعض انسانوں پر دلائل بھی اثر کرتے ہیں۔ لیکن انسان کے مستقبل کی تعمیر کے لئے ہرگز دلائل کافی نہیں۔ جہاں تک خدا کی ہستی کا تعلق ہے اس کا یقین خدا والوں کی ہستی سے ہوگا۔

...... بسا اوقات آپ دیکھیں گے کہ دلائل کی قوت کے ساتھ آپ بڑے بڑے مفکرین کا منہ بھی بند کر دیں گے مگر ان کے دل جیتنے کی طاقت آپ نہیں پائیں گے۔ دل جیتنے کے لئے آپ کو لازماً خدا والا بننا ہوگا۔ لازماً خدا کے تعلق کے نشان اپنے گردو پیش اپنے ماحول میں دکھانے ہوں گے۔ یہ مشکل کام نہیں۔ بلکہ سب کاموں سے زیادہ آسان ہے۔ آج یہ میدان خالی پڑا ہے۔ آج ارب ہا ارب خدا کے بندے ایسے ہیں جو خدا کی طرف پیٹھ کر کے دنیا کی لذتوں کو سامنے رکھ کر چل رہے ہیں۔ کتنے ہیں اس میدان میں جو خدا کو خدا مان کر اسے پکارنے والے ہیں۔ پس ہر وہ آواز جو خدا کو صمیم قلب سے یاد کرے گی، ہر وہ آواز جو کامل یقین کے ساتھ اپنے ربّ کو پکارے گی مَیں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ آواز ضرور سُنی جائے گی۔ آپ کی کمزوریوں کے باوجود اللہ آپ سے پیار کا سلوک فرمائے گا۔ اس لئے یہ مشکل کام نہیں۔ ہر جگہ ہر احمدی کو روحانی قوتوں کو نمایاں کرنے کے لئے روحانی قوتوں کو چمکانے کے لئے بڑے بڑے چِلّوں کی ضرورت نہیں ہے۔ میری ساری زندگی کے تجربے کا نچوڑ یہ ہے کہ خلوص اور پیار کے ساتھ، درد کے ساتھ اپنے رب کو پکار کر دیکھیں۔ کس طرح خدا آپ کے پیار کا آپ کو بڑے پیار کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ یہ بارہا آزمائی ہوئی بات ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۸۶ء)

اخبارِ احمدیہ میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

امامِ زماں لوٹ آئیں مرے

کسی کی لگن دل میں رکھتا ہوں میں
اُسی کے تخیّل میں رہتا ہوں میں

مجھے اُس کے لُطف و کرم یاد ہیں
مِرے دل کی دنیا میں آباد ہیں

بہت خُوب ہیں عکس و آواز بھی
عیاں ہو رہے ہیں نئے راز بھی

مگر کیا کروں ؟ دل نہیں مانتا
وہ ناداں یہ قصّے نہیں جانتا

نہیں چین مِلتا اُسے ایک پَل
صدا دے رہا ہے : تو لندن کو چل

فقط عکس سے دِل بہلتا نہیں
اُترتا ہے دِل میں ٹھہرتا نہیں

مِری آرزو کو جو پَر مِل جائیں پَر
تو لمحوں میں طَے ہو یہ سارا سفر

خُدایا ! سدا وہ رہیں شاد کام
کبھی تو طلوع ہوگا "ماہِ تمام"

صفوں کی صفیں منتظر ہیں کھڑی
خدایا ! وہ آئے مبارک گھڑی

کہ مغرب سے خُورشید بن کر چڑھے
ضیا کشش جہت میں بڑھے ہاں ! بڑھے

ترے نام کا بول بالا رہے
ہاں ! وحدت کا تیری اُجالا رہے

امامِ زماں لوٹ آئیں مرے
امامِ زماں لوٹ آئیں مرے

یعقوب امجد — ربوہ

ارکانِ نماز کی حکمت

پچھلے دنوں لندن میں منعقد ہونے والی ایک مجلس علم و عرفان میں ایک دوست نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ نماز میں قیام رکوع اور سجدہ وغیرہ جو ارکان نماز مقرر ہیں اُن کی حکمت اور افادیت کیا ہے؟ حضور اقدس نے مختصر جواب ارشاد فرماتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس بارہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اسے جماعتی اخبارات میں شائع کروانا چاہیئے۔ حضورِ انور کے اس ارشاد مبارک کی تعمیل میں ایک ابتدائی کوشش کے طور پر ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام سے چند حوالہ جات شائع کیے جا رہے ہیں جو ارکانِ نماز کی حکمت اور افادیت سے تعلق رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ اعلیٰ مضامین سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ —— مُرسلہ: مولانا عطاء المجیب صاحب راشد —— لندن

"نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور رُوح وہ دعا ہے جو ایک لذّت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔

ارکان نماز دراصل آداب خدمتگاران ہیں

ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے رُوبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصّہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیلِ حکم کو کس قدر گردن جُھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طُرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصّہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقّال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارِ گراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذّت اور حظّ آ سکتا ہے۔ اور جب تک لذّت اور سرور نہ آئے اس کی حقیقت کیونکر متحقّق ہو گی اور یہ اس وقت ہو گا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلّل تام ہو کر آستانۂ الوہیّت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے۔ اس وقت ایک سرور اور نُور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صد ۱۶۴-۱۶۵)

"یاد رکھو صلوٰۃ میں حال اور قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے۔ بعض وقت اعلام تصویری ہوتا ہے۔ ایسی تصویر دکھائی جاتی ہے جس سے دیکھنے والے کو پتہ ملتا ہے کہ اس کا منشاء یہ ہے۔ ایسا ہی صلوٰۃ میں منشائے الٰہی کی تصویر ہے۔ نماز میں جیسے زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے ویسے ہی اعضاء و جوارح حرکات سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے۔ جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تحمید و تسبیح کرتا ہے۔ اس کا نام قیام رکھا ہے۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد و ثناء کے مناسب حال قیام ہی ہے۔ بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں تو آخر کھڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں۔ تو ادھر ظاہری طور پر قیام رکھا ہے اور اُدھر زبان سے حمد و ثنا بھی رکھی ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ رُوحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو۔ حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے۔ جو شخص مصدّق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے تو وہ ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے۔ اس الحمد للہ کہنے والے کے واسطے یہ ضروری ہوا کہ وہ سچّے طور پر الحمد للہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامِد کے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتھ پیدا ہو گئی تو یہ رُوحانی قیام ہے کیونکہ دل اس پر قائم ہو جاتا ہے اور پھر سمجھا جاتا ہے کہ وہ کھڑا ہے حال کے موافق کھڑا ہو گیا تاکہ روحانی قیام نصیب ہو۔

پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم کہتا ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کی عظمت مان لیتے ہیں تو اس کے حضور جھکتے ہیں عظمت کا تقاضا ہے کہ اس کے لیے رکوع کرے۔ پس سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا۔ یہ اس قول کے ساتھ حال دکھایا۔ پھر تیسرا قول ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى۔ اَعْلٰی افعل تفضیل ہے۔ یہ بالذّات سجدہ کو چاہتا ہے، اس لیے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدہ میں گرنا ہے۔ اس اقرار کے مناسب حال ہیئت فی الفور اختیار کر لی۔ اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں۔ ایک تصویر اس کے آگے پیش کی گئی۔ ہر ایک قسم کا قیام بھی کیا گیا ہے۔ زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے، اس نے بھی کہا اور وہ بھی شامل ہو گئی۔

تیسری چیز اَور ہے۔ وہ اگر شامل نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے؟ وہ قلب ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر نظر کر کے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے۔ اور رُوح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا ہے۔ جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے اور جب سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم کہتا ہے تو دیکھے کہ اتنا ہی نہیں

کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے۔ نہیں بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی رُوح بھی جھک گیا ہے۔ پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے۔ اس کی علوّ شان کو ملاحظہ میں لاکر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ رُوح بھی الوہیّت کے آستانہ پر گری ہوئی ہے۔ غرض یہ حالت جب تک پیدا نہ ہولے اس وقت تک مطمئن نہ ہو کیونکہ یُقِیمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے معنی یہی ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۱ صہ ۴۳۳ تا ۴۳۵)

چاہیے کہ نماز کی جس قدر جسمانی صورتیں ہیں ان سب کے ساتھ دل بھی ویسے ہی تابع ہو۔ اگر جسمانی طور پر کھڑے ہو تو دل بھی خدا کی اطاعت کے لیے ویسے ہی کھڑا ہو۔ اگر جھکو تو دل بھی ویسے ہی جھکے۔ اگر سجدہ کرو تو دل بھی ویسے ہی سجدہ کرے۔ دل کا سجدہ یہ ہے کہ کسی حال میں خدا کو نہ چھوڑے جب یہ حالت ہوگی تو گناہ دُور ہونے شروع ہو جاویں گے۔"

(ملفوظات جلد ششم صہ ۳۶۸)

رُوح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر رُوح پر پڑتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص تکلّف سے رونا چاہے تو آخر اس کو رونا آہی جائے گا۔ اور ایسا ہی جو تکلّف سے ہنسنا چاہے اُسے ہنسی آہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر نماز کی جس قدر حالتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں مثلاً کھڑا ہونا یا رکوع کرنا۔ اس کے ساتھ ہی روح پر بھی اثر پڑتا ہے اور جس قدر جسم میں نیازمندی کی حالت دکھاتا ہے اسی قدر روح میں پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ خدا نرے سجدہ کو قبول نہیں کرتا مگر سجدہ کو روح کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ اس لیے نماز میں آخری مقام سجدہ کا ہے۔ جب انسان نیازمندی کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے تو اس وقت وہ سجدہ ہی کرنا چاہتا ہے۔ جانوروں تک میں بھی یہ حالت مشاہدہ کی جاتی ہے۔ کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آکر اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیتے ہیں۔ اور اپنی محبت کے تعلق کا اظہار سجدہ کی صورت میں کرتے ہیں۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جسم کو روح کے ساتھ خاص تعلق ہے ایسا ہی روح کی حالتوں کا اثر جسم پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جب روح غمناک ہو تو جسم پر بھی اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور آنسو اور پژمردگی ظاہر ہوتی ہے اگر روح اور جسم کا باہم تعلق نہیں تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ دورانِ خون بھی قلب کا ایک کام ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ قلب آبپاشی جسم کے لیے ایک انجن ہے۔ اس کے بسط اور قبض سے سب کچھ ہوتا ہے۔

غرض جسمانی اور روحانی سلسلے دونو برابر چلتے ہیں۔ روح میں جب عاجزی پیدا ہو جاتی ہے پھر جسم میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے جب رُوح میں واقع میں عاجزی اور نیازمندی ہو تو جسم میں اس کے آثار خودبخود ظاہر ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی جسم پر ایک الگ اثر پڑتا ہے تو روح بھی اس سے متاثر ہو ہی جاتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے حضور نماز میں کھڑے ہو تو چاہیئے کہ اپنے وجود سے عاجزی اور ارادت مندی کا اظہار کرو۔ اگرچہ اس وقت یہ ایک قسم کا نفاق ہوتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ اس کا اثر دائمی ہو جاتا ہے اور واقعی روح میں وہ نیازمندی اور فروتنی پیدا ہونے لگتی ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صہ ۴۲۱ تا ۴۲۲)

اور یہ جو پہلے میں نے بیان کیا ہے قیام، رکوع اور سجود کے متعلق اس میں انسانی تضرّع کی ہیئت کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ پہلے قیام کرتا ہے جب اس پر ترقی کرتا ہے تو پھر رکوع کرتا ہے اور جب بالکل فنا ہو جاتا ہے تو پھر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں صرف تقلید اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ اپنے تجربہ سے کہتا ہوں بلکہ ہر کوئی اس کو اس طرح پر پڑھ کر اور آزما کر دیکھ لے۔ اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ کہ جب کوئی دُکھ یا مصیبت پیش آوے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ اور جو مصائب اور مشکلات ہوں اُن کو کھول کھول کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو کیونکہ یقیناً خدا ہے اور وہی ہے جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے۔ وہ پکارنے والے کی پکار کو سُنتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو مددگار ہو سکے۔ بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب ان کو مشکلات پیش آتی ہیں تو وہ وکیل، طبیب یا اور لوگوں کی طرف تو رجوع کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں۔ مومن وہ ہے جو سب سے اوّل خدا تعالیٰ کی طرف دوڑے۔"

(ملفوظات جلد نہم صہ ۱۱۳)

گھر بیٹھے جرمن زبان سیکھئے

ایشین بہن بھائیوں کیلئے جرمن زبان سیکھنے کا مسئلہ

حل کر دیا گیا کیونکہ آپ

Lehrbuch Für Grammatik
Urdu-Deutsch

خرید کر گھر بیٹھے بآسانی جرمن زبان پر مہارت حاصل کر سکتے ہیں، اس کتاب میں گرائمر کے اصول وضوابط کے علاوہ دو ہزار الفاظ اُردو / جرمن ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

کتاب کی تعارفی قیمت ۱۵ مارک

مزید معلومات کیلئے

Khan Naseer-ud-Din
Trettach Str. 50, 8900 Augsburg
Telephone: (08 21) 66 48 18

قول و فعل میں مطابقت کی ضرورت

"اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ موردِ غضبِ الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نِگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔" (ملفوظات جلد اوّل صہ ۸)

وقفِ نَو

ایک عظیم الشّان تحریک

مکرم ناصر احمد صاحب، مربی سلسلہ احمدیّہ، ربوہ

دنیا میں زندہ قومیں قربانیوں کی مثالیں پیش کرتی چلی آئی ہیں۔ آئیے آج میں آپ کے سامنے ایک ایسی قوم پیش کرتا ہوں جس نے قربانی کی وہ مثال پیش کی ہے جس کی نظیر انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے الٰہی منشاء کے مطابق ۱۸۸۹ء میں جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھی اور ۱۹۸۹ء میں جماعت نے اپنی زندگی کی پہلی صدی مکمل کر کے دوسری صدی میں داخل ہونا تھا۔ تو ۳ر اپریل ۱۹۸۷ء کو مسجد فضل لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیت کی دوسری صدی کے استقبال کے لیے اور اس صدی میں جماعت پر پڑنے والی عظیم ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے وقفِ نو کی بابرکت تحریک کا اعلان کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"اس کی طرف خدا تعالیٰ نے یہ توجّہ دلائی کہ میں احباب سے یہ تحریک کروں کہ وہ یہ عہد کریں کہ آئندہ دو سال کے اندر جس کو بھی جو اولاد نصیب ہوگی وہ اسے خدا کے حضور پیش کر دے گا۔ اور اگر کچھ مائیں حاملہ ہیں تو وہ بھی عہد کریں کہ اگر اس تحریک میں پہلے شامل نہیں ہو سکی تھیں تو اب ہو جائیں۔ لیکن ماں باپ کو مِل کر عہد کرنا ہوگا، دونوں کو اکٹھے فیصلہ کرنا چاہیئے تاکہ اس سلسلہ میں پھر یک جہتی پیدا ہو۔ اولاد کی تربیت میں یک رنگی پیدا ہو اور بچپن ہی سے اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ ایک عظیم مقصد کے لیے ایک عظیم الشّان وقت میں پیدا ہوئے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جبکہ غلبۂ اسلام کی ایک صدی غلبۂ اسلام کی دوسری صدی سے مل گئی ہے۔ اس سنگم پر تمہاری پیدائش ہوئی ہے اور اس نیت اور دعا کیساتھ ہم نے تجھ کو خدا سے مانگا تھا اور ہم نے یہ دعا کی تھی کہ اے خدا! تو آئندہ نسلوں کی تربیت کے لیے ان کو عظیم الشّان مجاہد بنا۔

اگر اس طرح دعائیں کرتے ہوئے لوگ ان دو سالوں میں اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچوں کو وقف کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ ایک بہت ہی حسین اور بہت ہی پیاری نسل ہماری آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے خدا کی راہ میں قربانی کرنے کے لیے تیار ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ر اپریل ۸۷ء)

اسی طرح ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ میں حضور نے اس مبارک تحریک کے عرصہ میں مزید دو سال کا اضافہ فرما دیا۔ اور اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ:

"کم سے کم پانچ ہزار بچّے اگلی صدی کے واقفینِ نو کے طور پر ہم خدا کے حضور پیش کریں۔"

آفرین ہے جماعت احمدیہ کی قربانی کی رُوح پر جس نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق اس میدان میں بھی اپنا قدم آگے ہی رکھا۔ امامِ وقت نے پانچ ہزار واقفینِ نو کی خواہش کی، جماعت نے دس ہزار سے بھی زائد بچے خدا کے حضور پیش کر دیے جو کہ دنیا کے پچپن ممالک کی تقریباً ایک ہزار جماعتوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

والدین کا اپنا کردار اور قول ایک جیسا ہو

خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ جتنا عظیم اعزاز واقفینِ نو کے والدین نے حاصل کیا ہے، اتنی ہی ذمہ داری اور سنجیدگی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی امانت کی حفاظت کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس مہمان کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت میں بھرپور کردار ادا کرنا ہے۔ پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ والدین سے اس سلسلہ میں کیا توقع رکھتے ہیں۔ فرمایا:

"تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔" نیز فرمایا:

"خدا کا خوف کرتے ہوئے استغفار کرتے ہوئے اس مضمون کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کریں اور دل نشین کریں اور

اپنے کردار میں اتنی پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں کہ آپ کی یہ پاکیزہ تبدیلی اگلی نسلوں کی اصلاح اور ان کی روحانی ترقی کے لیے کھاد کا کام دے اور بنیادوں کا کام دے جن پر عظیم عمارتیں تعمیر ہوں گی۔" (خطبہ جمعہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

واقفینِ نو کی صفات

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات وخطبات کی روشنی میں ایک واقفِ نو کو کیسا ہونا چاہیئے ؟

ہر واقف نو عظیم الشان مجاہد ہو، تربیت یافتہ غلام ہو، متقی اور دعاگو ہو۔ سادگی پسند، منکسر المزاج، قانع، خندہ رو، وفادار، فرمانبردار، امانتدار، دیانتدار، سخت کوش، اولوالعزم، غیرت مند، محنتی، خوش اخلاق، باکردار، غنی، شفیق، حلیم، صادق ہو۔

تمام واقفین نو کے والدین کو یہ اندازہ ساتھ ساتھ ہی کرتے رہنا چاہیئے کہ کیا ان کا بچہ یا بچی اس معیار سے ہٹ تو نہیں رہے جس پر خلیفۂ وقت ایک واقفِ نو کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو فوری طور پر فکر پیدا ہونی چاہیئے اور مثبت عملی اقدامات کرنے چاہئیں کیونکہ ایک وقت آئے گا جب جماعت ان واقفینِ نو سے پوچھے گی کہ وہ وقف میں رہنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر تو یہ بچے ابراہیمی سنت پر عمل کرنے والے والدین کی تربیت کے نتیجہ میں خداتعالیٰ کے فضل سے مثبت جواب دیتے ہیں تو والدین حقیقی رنگ میں کامیاب ہو گئے، اور سرخرو ہو گئے ورنہ نیتوں کا ثواب تو اللہ دینے ہی والا ہے۔

واقفینِ نو کے والدین کو چاہیئے کہ وہ :-

- اپنی جماعت کے سیکرٹری وقفِ نو کے ساتھ تعاون فرمائیں۔
- مقررہ نصاب کے مطابق بچے کی تعلیم وتربیت کریں۔
- صبح جلدی جاگیں، نماز تہجد بھی ادا کرنے کی کوشش کریں۔
- نماز پنجوقتہ کی پابندی فرمائیں۔
- روزانہ بچے کے سامنے بلند آواز میں تلاوت قرآن کریم کریں۔
- بچے کے ساتھ ادب سے کلام کریں۔ حتی الوسع مارنے اور جھڑکنے سے گریز کریں۔
- حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خط ہر ماہ باقاعدگی سے تحریر فرمائیں اور اگر ہو سکے تو بچے سے بھی چند الفاظ لکھوایا کریں۔
- بچے کو کچھ مال یا اشیاء کا مالک بنائیں اور پھر ان میں سے دوسروں کو دینے کی تلقین کریں۔ اس سے صدقہ وخیرات، رشتہ داروں اور غریبوں کی مدد کرنے کی صفات پیدا ہوں گی۔
- بچے کو اطاعت کی عادت ڈالیں۔ جب کسی بات سے منع کیا جائے تو وہ منع ہو جائے مگر پیار اور نرمی ملحوظ خاطر رکھیں۔
- باہمی تعاون اور وقارِ عمل کی تربیت دیں۔
- بچے کو کہانیوں کے رنگ میں بہادر اور نیک لوگوں کے واقعات سنائیں۔
- بچے کو عادت ڈالیں کہ جب کسی سے ملے تو "السلام علیکم" کہنے میں پہل کرے۔ بچہ بڑوں کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرے جبکہ بچی صرف پیار لے۔
- بچے کو عادت ڈالیں کہ ہر کام بسم اللہ سے شروع کرے۔
- اگر بچے کو کوئی چیز دی جائے تو جزاکم اللہ کہے۔
- بچے سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو کہے استغفر اللہ۔
- بچے کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء کی تصاویر کی پہچان کرائیں۔
- دائیں ہاتھ سے چیز لینے اور دینے کی عادت پختہ کریں۔ نیز یہ کہ دائیں ہاتھ سے کام کرے مگر طہارت اور ناک کی صفائی وغیرہ بائیں ہاتھ سے کرے۔
- بچے کو زیادہ چومنے چاٹنے سے گریز کریں کیونکہ اس سے بہت سی برائیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔
- بچے کے لیے ہمیشہ دعاؤں میں لگے رہیں۔
- بچے کو مسواک کی عادت ڈالیں۔ نیز یہ کہ بچہ ناخن بھی صاف رکھے۔ صفائی کی طرف خصوصی توجہ دیں۔
- بچے کو صاف ستھرا رکھیں، اگر کوئی گندگی لگ جائے تو فوراً صاف کریں۔
- بچے کو ننگا نہ رکھیں۔ موسم کے مطابق کپڑے پہنائیں۔
- بچے کو غذا مقررہ اوقات میں اندازہ کے مطابق دیں۔ دیگر افعال کی ادائیگی میں بھی وقت کی پابندی کا عادی بنائیں۔
- بچے کو ایسے کھلونے دیں جن سے اس کی ذہنی ترقی اور پرورش ہو
- بچے کو اکیلے کھیلنے کی بجائے اپنے سامنے کھیلنے کی عادت ڈالیں وکالت وقفِ نو کے ساتھ براہ راست بھی رابطہ رکھیں۔
- بچے کی تربیت کی خاطر اپنے اندر پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں۔

جرمن زبان میں شائع ہونیوالی نئی کتب

Name of Books

1 Ort des Friedens
2 Spiegel der Schoenheit
3 Jesus Starb nicht am Kreuz
4 Rushdies Stanische Verse
5 Wahrheit über Ahmadiat
6 Prophezeiungen des Islam
7 Ein blick in das Leben von Hazrat Khalifatul Massih 111
8 Wir sind Muslim
9 Islam und Internationale Bezehiung

شعبہ اشاعت، جماعت احمدیہ جرمنی

جرمن لٹریچر کا اُردو تعارف

◎ DIE PHILOSOPHIE DER LEHREN DES ISLAM

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون ایک مذہبی کانفرنس کے لئے لکھا۔ یہ کانفرنس لاہور میں دسمبر ۱۸۹۶ء کی تعطیلات میں ایک سوامی کے زیر انتظام بلائی گئی۔ اس کانفرنس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے اپنی الہامی کتب کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پیش کئے۔

۱۔ انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں۔ ۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔ ۳۔ دُنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ ۴۔ اعمال کا اثر دُنیا اور آخرت یعنی عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔ ۵۔ علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مضمون کو مولانا عبد الکریم رضؓ نے پڑھ کر سنایا۔ چونکہ مکمل مضمون اپنی طوالت کی وجہ سے ایک دن میں نہیں پڑھا جا سکتا تھا، کانفرنس کے دورانیہ کو مزید ایک دن کے لئے بڑھا دیا گیا۔ اس مضمون کو سننے کے لئے کانفرنس ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کانفرنس کے بعد ملک کے تمام قابلِ ذکر اخباروں نے اس مضمون کی دل کھول کر تعریف کی اور اس مضمون کو سب سے بالا قرار دیا۔

حضور اقدس نے اس مضمون کے کانفرنس میں پڑھے جانے سے قبل ہی بذریعہ وحی اطلاع پا کر ایک اشتہار کے ذریعے اعلان فرما دیا تھا کہ یہ مضمون سب سے بالا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کو بعد میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے شائع کر دیا گیا۔ اب تک اس کے کئی ایڈیشن اُردو اور انگریزی میں شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کا ترجمہ فرانسیسی، جرمن، سپینش، عربی اور بہت سی دوسری زبانوں میں بھی ہو چکا ہے۔ مغربی مفکرین نے اس لیکچر کو بے حد سراہا مثلاً تھیوسوفیکل بک نوٹس نے لکھا ہے کہ یہ کتاب محمدؐ کے مذہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے۔ سپرچوئیل یونٹسن نے لکھا یہ کتاب بنی نوع انسان کے لئے ایک خالص بشارت ہے مذکورہ بالا پانچوں سوالوں کے جوابات اس میں نہایت جامع طور پر دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب تحفہ کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے۔ متعصب دشمن بھی جب اس کو پڑھتا ہے، وہ اسلام کی خوبیوں کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کتاب حسین اسلامی تعلیم کی خوبیوں کو پیش کرنے کے لئے آپ کے پاس ایک نعمت ہے۔ اس لئے کتاب پیش کرنے سے پہلے مذکورہ بالا پانچوں سوال ذہن میں رکھیں اور ان کے جواب میں یہ پیش کریں۔ دوست دشمن دونوں کے لئے مفید ہے۔

◎ BEFREIUNG VON DER SÜNDE.

یہ مضمون بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اُردو زبان میں تحریر فرمایا۔ اس کا انگلش ترجمہ پہلی دفعہ "REVIEW OF RELIGIONS" میں ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا۔ اس زمانہ کی ایک معروف ادبی شخصیت ٹالسٹائے (TOLSTOI) نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ "میں دو مضامین کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا" ۱۔ گناہوں سے نجات ۲۔ حیاۃ آخرت، اس نے لکھا کہ یہ مضامین بہت گہری سچائیوں کے حامل ہیں۔ یہ تبصرہ ۱۹۱۱ء میں "REVIEW OF RELIGIONS" میں شائع ہوا۔

یہ مضمون اس دعوتِ فکر کے ساتھ شروع ہوتا ہے کہ گناہ کا زہر دنیا میں کہاں کہاں اور کس حد تک پھیل چکا ہے۔ اس مضمون میں گناہوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے ممکنہ طریقوں پر سیر حاصل بحث کر کے ان سے منطقی نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔ یعنی اسلام کی تعلیم کی روشنی میں گناہوں سے نجات کے حقیقی طریقے بتائے گئے ہیں۔ مثلاً ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق صفاتِ الٰہی کے تحت لائحہ عمل یعنی گہرا مطالعہ، غور و فکر اور اس کے نتیجہ میں یقینِ کامل، مضبوط عزم اور عملی اقدامات، ایمان اور معرفتِ الٰہی اور ذاتِ حق پر یقینِ کامل کی وجہ سے پیدا ہونے والے اعمالِ صالحہ ہی گناہوں سے نجات کا موجب ہوتے ہیں۔

مرکزی خیال سے ہٹ کر بعض حل طلب اور بحث طلب سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ مثلاً، اسلام اور جہاد، مصلح کا کردار، حضرت عیسیٰؑ کی قربانی اور شفاعت (کفارہ)

عیسائیت کی گود میں پلنے والے مغربی معاشرہ کے افراد کے لئے یہ کتاب خصوصی دلچسپی کی حامل ہو سکتی ہے۔ لیکن جو لوگ مذہب سے برگشتہ ہیں۔ جو گناہ و ثواب کے موضوع پر دلچسپی نہیں رکھتے اور نہ ہی حیاتِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (جس میں ان سے اُن کے اعمال کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی) ان کو ایسے ابتدائی امور کا قائل کئے بغیر یہ کتاب پیش کرنا قبل از وقت ہو گا۔ چنانچہ ایسے افراد کو یہ کتاب پیش نہ کریں۔

◎ DIE PERSON DES GOTTLICH WESEN.

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ نے ۱۹۲۱ء میں جلسہ سالانہ قادیان میں ہستی باری تعالیٰ کے عنوان سے یہ مشہور تقریر فرمائی جو بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوئی مندرجہ بالا نام اس کتاب کا جرمن ترجمہ کا نام ہے۔

اس کتاب میں خدا تعالیٰ کی موجودگی کے بارہ میں مختلف زاویوں سے

غور کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس کتاب میں ان تصورات کا ذکر ہے جو خدا کے متعلق مختلف ملکوں اور بہت سے مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ پھر آپ نے عام فہم اور منطقی انداز میں یہ بات وضاحت سے سمجھائی ہے۔ اور وہ وجوہات بیان کی ہیں جن کی بنا پر انسان خدا تعالیٰ سے انکار کرتا ہے۔ آپ نے اس کتاب میں بے شمار دلائل اور شواہد کے ساتھ خدا تعالیٰ کی موجودگی کو ثابت کیا ہے اور قرآنی آیات کے حوالے سے بات سمجھائی ہے۔ کتاب کا زیادہ تر حصّہ اسی پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں شرک اور اس کی مختلف اقسام کے بارہ میں بھی بحث کی گئی ہے۔ آخر میں دُعا پر بہت زور دیا گیا ہے اور قبولیت دُعا کو ہستی باری تعالیٰ پر ایک زندہ ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ ایسا ثبوت ہے جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ آج کا مغربی معاشرہ دہریت کا شکار ہو چکا ہے۔ جو لوگ عیسائیت پر ایمان رکھتے ہیں وہ بھی درحقیقت ایک قسم کی دہریت کے پیروکار ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات کی موجودگی ثابت کرنا اور لوگوں کو اس کا وجود دکھانا ہی اسلام اور احمدیت کے حقیقی مقاصد ہیں۔

اس لئے اس کتاب کو ایسے زیرِ تبلیغ افراد کو پیش کریں جو سرے سے ہی ہستی باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے یہ کتاب بہت کار آمد اور مفید ثابت ہوگی۔

◎ VIERZIG SCHÖNE EDELSTEINE

یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ایک مختصر مجموعہ ہے جو کہ شرح کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وحی مبارک کے الفاظ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ بھی ایک مسلمان کے لئے ہدایت اور علم کا سرچشمہ ہیں۔ کیونکہ وہ مختلف زاویوں سے قرآن کریم کی آیات پر روشنی ڈالتی ہیں۔ احادیث کا یہ انتخاب جو یہاں پیش خدمت ہے اس میں چالیس ایسی حکمتیں جمع ہیں جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں اور دوسرے انسانوں کے دلوں میں ڈالیں۔ ان کی شرح ایک مشہور عالم اسلام جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند بھی ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے بڑے دل پذیر اور احساس انگیز انداز میں کی ہے۔ یہ مجموعہ ان ضروری کتب میں شامل ہے جو کہ جرمن زبان میں اب تک حدیث اور اُن کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ یہ ہر اس انسان کے لئے نمایاں طور پر مفید ہے جو اسلامی تعلیمات اور اس پر عمل کرنے میں دلچسپی لینا چاہے۔

◎ DER VERHEISSEN MESSIAS

اس کتابچہ میں حضرت مرزا مبارک احمد نے اپنے دادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بیان کی ہے۔ انہوں نے اس کتابچہ میں متعدد ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے۔ جن سے اُن کا پر نور اور غیر معمولی درجہ ظاہر ہوتا ہے۔ جو بھی حضرت احمدؑ کی بعثت ثانی اور دعویٰ مہدویت اور مسیح موعود کے دعویٰ کو پرکھنا چاہتا ہو اس کتابچہ میں کئی ایسی ایمان افروز مثالیں ملیں گی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے کس طرح اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی قابلِ تقلید مثالی زندگی سے پُر محبت پیغام دیا۔ کسی مرسل کی بعثت کا مقصد صرف پیغام حق پہنچانا نہیں ہوتا بلکہ ان احکامات شریعت کو اپنی ذات میں جاری کرنا بھی ہوتا ہے اور ان پر تمام دنیا کو عمل کر کے دکھانا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اپنے

زیرِ تبلیغ دوستوں کو سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روشناس کرائیں اور ان کے ظہورِ ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت سے بھی آگاہ کریں۔ یہ کتاب اس مقصد کو پورا کرتی ہے۔

© AHMADIYYA EIN BEWEGUNG DES ISLAM.

"احمدیت اسلام کی ایک تحریک" جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جو نظریاتی اور عملی طور پر حقیقی اسلام کی نمائندگی کا دعویٰ کرتی ہے۔ لیکن جماعت کے بارہ میں بہت سی جگہوں پر مختلف غلط فہمیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ کتابچہ جو کئی سال بیشتر ایک بہت چھوٹے سے کتابچے کی صورت میں پہلی بار شائع ہوا تھا۔ یہ اس اصلاحی اسلامی جماعت کی تعلیم اور تاریخ کا ایک مختصر مگر دلنشیں جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس کتابچہ کی یہ نئی اور اضافہ شدہ اشاعت ہے۔ جماعت کا تعارف کراتے ہوئے اس کتابچہ میں مندرجہ ذیل عناوین پر بحث کی گئی ہے۔

جماعت احمدیہ کی شاخیں، اسلام کی حقیقت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی اشاعت اور تبلیغ میں جماعت کی مصروفیت وغیرہ .....

جن دوستوں کو جماعت کا تعارف اور اس کے اغراض اور مقاصد بتانا مقصود ہو اور یہ بتانا بھی مقصود ہو کہ یہ جماعت کن دائرہ ہائے عمل میں مصروفِ کار ہے ان کو یہ کتابچہ پیش کریں۔

DAS

انشورنس

احباب توجہ فرمائیں

اقتصادی ترقی کے اس جدید دور میں نظام انشورنس ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ بزنس ہو یا اس معاشرے میں کام کرنے والا ایک فرد۔ انشورنس دونوں سطحوں پر معاشی تحفظ فراہم کرتی ہے۔ کونسی انشورنس پالیسی آپ کو کیا تحفظ فراہم کرتی ہے۔ اِس سلسلہ میں میری پیشہ وارانہ رائے آپ کو ایک بہتر فیصلہ پر پہنچنے میں مدد دیگی۔ میں D.A.S. انشورنس کمپنی کا ایک تربیّت یافتہ مستقل نمائندہ ہوں۔ میری پیشہ وارانہ خدمات آپ کے لئے حاضر ہیں۔ ہر طرح کی انشورنس کیلئے رابطہ کریں۔

SHAHID ABBASI
EMDENER STR 25,
6230 F.F.M. 8.

TEL:- 069 387673

Wir wollen, daß Sie ganz sicher sind

بچوں کا صفحہ

نماز کے فوائد

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

"اے ربّ العزت! بنا مجھ کو قائم کرنے والا نماز کا اور میری اولاد کو بھی۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا' اے اللہ کے رسول کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے اور آگ سے دُور رکھے۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر۔ یعنی رشتہ داروں کے ساتھ پیار و محبت سے رہ۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انسان کے ایمان اور شرک و کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز کا نام نماز کا چھوڑنا ہے۔ نیز فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازہ کے پاس سے نہر گذر رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی۔ صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! کوئی میل نہیں رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا، یہی حال پانچ نمازوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور کمزوریاں دُور کر دیتا ہے۔

راضی برضائے الٰہی

ہو فضل تیرا یا ربّ یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو
مِٹ جاؤں میں تو اس کی پرواہ نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو
شیطان کی حکومت مِٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰ ہو
محمودؔ عمر میری کٹ جائے کاش یوں ہی
ہو روح میری سجدہ میں سامنے خدا ہو

(حضرت مصلح موعودؓ)

حدیث یاد کرنے والے بچوں کے نام

قرۃ العین ماھم انور، محمد اصغر، صائمہ تنویر، محمد احسان ظہور محمد سلطان غفور، رضا احمد مظفر، رواح الدین عارف، مدثرہ لطیف فاخرہ لطیف، حسنات احمد، حماد احمد، ہمایوں ارشد

خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

بچے اس حدیث کو زبانی یاد کریں۔ یاد کرنے والے بچوں کے نام آئندہ شمارہ میں شائع کیے جائینگے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

- نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں۔
- نماز قبولیتِ دعا کی کنجی ہے۔
- نماز پڑھنے سے گناہ دُور ہوتے ہیں
- نماز ایمان کی جڑ ہے۔
- نماز خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔
- نماز تہجد مخلصین کی نشانی ہے'

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

- اپنے دلوں میں ایک عزم اور ارادہ لے کر کھڑے ہو کہ ہم نے خدا کو حاصل کرنا ہے۔
- ہر احمدی کو محبت اور خوش خلقی سے پیش آنا چاہیئے۔
- میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو ہمیشہ خلافت کا خدمت گذار رکھے؛

دینی معلومات

سوال: ارکان ایمان کیا ہیں، ان کے نام لکھیں۔

جواب: ایمان کے چھ ارکان ہیں ۱۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ ۲۔ اس کے فرشتوں پر ایمان لانا۔ ۳۔ اس کی کتابوں پر ایمان لانا ۴۔ اس کے رسولوں پر ایمان لانا، ۵۔ یوم آخرت یعنی قیامت پر ایمان لانا اور ۶۔ خیر و شر کی تقدیر پر ایمان لانا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: آپؑ ۱۳۔ فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعۃ المبارک ہندوستان کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے۔

بقیہ — خطبہ جمعہ

کیسا خوب جواب دیا، انہوں نے کہا: بہت خوبصورت الفاظ ہیں۔ بہت خوبصورت الفاظ ہیں، بہت پیارے لیکن مجھے یہ بتائیں کہ کیا اسلام کی GLORY اس بات میں ہے کہ اقلیتوں کو آزادیٔ ضمیر سے محروم کردیا جائے یا اسلام کی GLORY اس بات میں ہے کہ اقلیتوں کو ان کے ضمیر کی تمام آزادیاں دی جائیں۔ کیسا پیارا جواب ہے۔ خدا کرے کہ یہ رجحان زندہ رہے اور زیادہ طاقتور ہوتا چلا جائے۔ خدا کرے کہ سازشوں کی دنیا میں ایسی سازشیں نہ پل سکیں جن کو پالنے کی کوشش ضرور کی جائے گی۔ حسد کی دنیا میں ایسے حسد وہ شرنہ بن سکیں جو ایک معصوم کی زندگی کو جلا سکتے ہیں۔ پس حسد کے شر سے پناہ مانگو جو حسد کرنے والا کرتا ہے جس وقت وہ کرتا ہے، خدا ہی ہے جو جانتا ہے کہ کیسے کرتا ہے اور کب کرتا ہے اور کہاں کرتا ہے، اسی کی پناہ میں آؤ۔ پس میں تمام عالم اسلام کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان دو باتوں پر عمل کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ یہ زمانے بدل دے گا۔ اگر اتنی لمبی رات کے بعد پاکستان میں بھی نور کی ایک شعاع پھوٹی ہے تو کیوں نہ ساری دنیا کے لئے دُعا کریں کہ تمام دنیا میں بھی نور کی یعنی خدا کے عدل کے نور کی شعاعیں پھُوٹیں۔

بہت سی ایسی باتیں اور بھی میں نے آج کرنی تھیں لیکن وقت چونکہ ہو چکا ہے انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں پھر ملیں گے۔ خطبوں کا انتظار تو اب ویسا ہی بڑا صبر آزما ہو چکا ہے۔ صبر کی تلقین ہے تو میں اسی تلقین پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

بقیہ — المناک سانحہ دار التبلیغ ڈھاکہ

لیے بھی) انتہائی خوشی اور فخر کی بات ہے کہ اس دفعہ جماعت احمدیہ کے لیے ہمیں خون دینے کا موقعہ ملا۔ جانیں بھی حاضر تھیں مگر اس نے واپس کر دیں مجھے یقین ہے کہ ہمارے اس فوری اقدام کو صرف چٹا گانگ سے لے کر احمد نگر تک کے احمدیوں ہی نے نہیں بلکہ ساری دنیا کے احمدیوں نے سراہا ہوگا۔ بعض احباب نے مجھے یہ بھی بتایا کہ ہمارے اس اقدام سے بعض بوڑھے جوان ہو گئے ہیں اور بعض سرد خون نوجوانوں کے خونوں میں جوش پیدا ہو گیا ہے۔ الحمد للہ۔

ہسپتال میں انفرادی تبلیغ

۲۹ اکتوبر کو جب ہم دس بارہ افراد خون میں لت پت ہسپتال پہنچے تو ہسپتال کے کارندے، مریضوں کے گارڈین اور اخباری نمائندے آحاضر ہوئے۔ فوٹو لیے، سوالات کیے۔ جواب سن کر سب لوگوں نے مولویوں کے مذہب کے تمام پرخون خرابے کی شدید مذمّت کی۔ بعض نے کہا کہ جب تک ملک مولویوں سے پاک نہیں ہوگا ملک میں امن وسکون قائم نہیں ہو سکتا اپنے سرجن کو تفصیل سے تبلیغ کی۔ ان کی خواہش پر انہیں انگلش لٹریچر دیا گیا اسی طرح آنکھوں کے ماہر ڈاکٹر کو تین گھنٹے تک تبلیغ کی۔ انہوں نے احمدیت کے بارہ میں مزید معلومات کے لیے دلچسپی کا اظہار کیا۔

ہمّت باندھنے کی تلقین

۱۴ نومبر کو جب میں علاج معالجہ کے بعد دار التبلیغ پہنچا تو اس سے اگلے جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ ڈھاکہ اور باہر سے آنے والے تمام خدام اور اطفال کو میں نے تلقین کی کہ وہ ہر قیمت پر انجمن کی حفاظت کے لیے تیار رہیں۔ تعداد قلیل ہونے کی وجہ سے فکر کی کوئی بات نہیں۔ بس کم من فئۃٍ قلیلۃ غلبت فئۃً کثیرۃً باذن اللّٰہ۔ کا مضمون پیش نظر رہنا چاہیئے۔ اللہ ایمان والے تھوڑوں کو بہتوں پر ہمیشہ غالب کرتا چلا آیا ہے۔ یہ اس کی سنت ہے اور اہلِ دنیا نے اس کی اس سنت میں کبھی کوئی تبدیلی مشاہدہ نہیں کی تو آج پھر یہ سنت کس طرح تبدیل ہو سکتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہی تقدیر غالب آنے والی ہے کہ آج بھی تھوڑے ایمان والے ہی زیادہ پر غالب آئیں۔ وما توفیقنا الا باللّٰہ العزیز

ایک نہایت دل آزار خبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک الزامات

فرینکفرٹ کے کثیر الاشاعتی اخبار فرینکفرٹر الگیمائینے FRANKFURTER ALLGEMEINE نے اپنی اشاعت ۶ اپریل ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں ایک خبر شائع کی ہے کہ جرمنی کے مشہور تاریخی اور ثقافتی شہر FREIBURG کے ایک تھیٹر میں "محمد" نامی ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے جس میں نعوذ باللہ من ذالک رحمت للعالمین سردار دو عالم اور سرور کونین کو MÖRDER یعنی قاتل، WELTVERWIRREN یعنی دنیا کو گمراہ کرنے والا، LÜGENKÜNSTLER یعنی جھوٹا اور دغاباز اور MASSENVERFÜHREN یعنی عوام الناس کو گمراہ کرنے والا دکھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور شرمناک بات اس مقدس ہستی سے منسوب کی گئی ہے جو کوئی مومن مسلمان اپنے ہاتھ سے نہیں لکھ سکتا۔ ہم احمدیوں کا فرض ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ محبت جو ہمارے دلوں کی گہرائیوں تک بٹھا دی گئی ہے اُس کا اظہار اس طریق سے کریں جو اسلام کی تعلیم ہمیں سکھلاتی ہے۔ اس پاکوں کے سردار جن کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نہایت ناپاک حملے کئے گئے جس نے ہمیں بے حد دکھی کر دیا ہے۔ اس سید المطہرین سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہم سب احمدی مردوزن متعلقہ ادارے کو احتجاجی خطوط لکھ کر اُس کی اس شرمناک غلطی پر اُس کو متنبہ کریں۔ ہمارے بیٹے اور بیٹیاں جو اچھی جرمن لکھ سکتے ہوں ان سے خطوط لکھوائیں اسی طرح اپنے جرمن ہمسایوں اور واقف کاروں دوستوں سے خطوط لکھوائیں اور اس طور پر ایک باقاعدہ مہم کا آغاز کریں۔

ایڈریس جس پر خطوط لکھے جانے چاہئیں وہ درج ذیل ہے۔

AN DEN INTENDANTEN
DES FREIBURGER GROSSEN SCHANSPIELHANSES
STADTTTHEATER, 7800 FREIBURG

جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اسے ہر ذلت سے نجات دیتا اور خود اس کا حافظ و ناصر بن جاتا ہے مگر وہ جو ہر ایک طرف دعوئے اتقا کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے۔ ان دونوں میں سے ہم کس کو سچا کہیں اور کس کو جھوٹا۔ خدا تعالیٰ پر ہم کبھی الزام نہیں لگا سکتے۔ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ہم اس مدعی کو جھوٹا کہیں گے۔ —— (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۲)

اعلان نکاح

خاکسار کی بیٹی عزیزہ وحیدہ خان کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزم رفیق احمد شاہد ابن مکرم رشید احمد صاحب مرحوم (رشید بوٹ ہاؤس) مورخہ ۲۸ر نومبر ۱۹۹۲ء کو مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے مسجد مبارک ربوہ میں فرمایا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لیے بابرکت کرے۔ آمین

عبدالشکور اسلم خان ———— جرمنی

برادرم حسنات احمد خان ابن چوہدری کرامت احمد خان صاحب مرحوم کا نکاح مکرمہ صدف ظہیر بھٹی صاحبہ بنت مکرم ظہیر احمد صاحب بھٹی آف SIETAL اور برادرم محبوب احمد خان ابن چوہدری بشارت احمد خان صاحب کا نکاح مکرمہ شازیہ رانا بنت رانا محمد اسمٰعیل صاحب آف راولپنڈی کے ہمراہ بعوض ۱۱ ہزار مارک قرار پایا ہے۔ عزیزان حسنات احمد خان اور محبوب احمد خان حضرت چوہدری برکت علی خاں صاحب مرحوم سابق وکیل المال اوّل کے پوتے ہیں۔

احباب جماعت سے دونوں رشتوں کے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کے لیے درخواستِ دعا ہے۔

رانا سعید احمد خان ———— فرینکفرٹ

ولادت

میرے بیٹے عزیزم فہیم احمد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۲ر اپریل ۱۹۹۳ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ ازراہِ شفقت حضور اقدس نے بچے کا نام لبید احمد تجویز فرمایا ہے۔

چوہدری بشیر احمد ———— HEILBRON

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۲۴ر فروری ۱۹۹۳ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچے کا نام عبدالنور تجویز فرمایا ہے۔ نومولود تحریکِ وقفِ نو میں شامل ہے۔

عبدالشکور ———— WIESBADEN

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ۱۱ر مارچ ۱۹۹۳ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے حضور اقدس نے ازراہِ شفقت منظہر احمد باجوہ نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود چوہدری شہباز احمد باجوہ آف چونڈہ کا پوتا اور ڈاکٹر مبارک احمد چوہدری نائب امیر بہاولپور کا نواسہ ہے۔

منور احمد باجوہ ———— HILLCHEID

مکرم محبوب احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۹۳ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور نے بچے کا نام محمد ریّان احمد تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری محمد شریف صاحب آف شیخوپورہ کا پوتا اور مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب آف شیخوپورہ کا نواسہ ہے اور تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔

کولمبس خان ———— مہدی آباد

مکرم وسیم احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۵ر مارچ ۱۹۹۳ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ بچی کا نام الغم احمد رکھا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم وحید احمد صاحب آف جرمنی کی پوتی اور مکرم مرزا اکرام احمد صاحب آف کینیڈا کی نواسی ہے

فہیم احمد ———— کوخم سیل

میرے داماد مکرم سہیل شاہ صاحب اور بیٹی عزیزہ بشریٰ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۹۳ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ بچہ کا نام شمروز شاہ تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم سردار عبدالقادر صاحب کا پوتا اور مکرم محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کا نواسہ ہے۔

طیبہ صادقہ ———— KELSTERBACH

احباب جماعت سے نومولودان کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر نیک صالح اور خادم دین ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے

تقریب آمین

میرے بیٹے عزیزم عثمان احمد منور نے خدا تعالیٰ کے فضل سے سوا پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دَور مکمل کر لیا ہے۔

شاہد نوید ———— NUMBRECHT

میری بیٹی عزیزہ سمیر الطیف میر نے بفضلہ تعالیٰ پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔

میر عبداللطیف ———— MÜHLHEIM

میرے بیٹے عزیزم فہد محمود نے تین سال چار ماہ کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔

ناصر محمود چیمہ ———— جرمنی

خاکسار کی بیٹی عزیزہ عمیرہ سہیل نے پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے، الحمد للہ۔ عزیزہ وقف نَو کی مبارک تحریک میں بھی شامل ہے۔

سہیل احمد طاہر راٹھور ———— SCHLESWIG

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کو علوم قرآنی سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے نیز دینی اور دنیوی ترقیات کے مزید دروازے کھولے۔ آمین۔

درخواستِ دُعا

میری ہمشیرہ، اہلیہ صاحبہ چوہدری ناصر احمد صاحب (فلڈا) گذشتہ کئی روز سے شدید علیل ہیں اور انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں زیرِ علاج ہیں۔ اگرچہ ڈاکٹروں نے ان کے سر کے آپریشن کے بعد اطمینان کا اظہار کیا ہے تاہم کئی روز گذر جانے کے باوجود ابھی بے ہوشی کی کیفیت ہے نازک صورتِ حال کے پیشِ نظر انہیں بذریعہ ہیلی کاپٹر دوسرے ہسپتال منتقل کیا گیا ہے احبابِ جماعت سے انکی جلد اور کامل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے

نعیم احمد ———— ہائیڈل برگ

خاکسار کی ممانی مبارکہ بیگم زوجہ بشارت احمد باجوہ عرصہ ۴ ماہ سے

بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خالد محمود کاہلوں ________ فرینکفرٹ

دُعائے مغفرت

خاکسار کے خُسر محترم بشیر احمد صاحب برمی آف ربوہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۱۱ ر اپریل ۱۹۹۳ء کو لاہور میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی تدفین اسی روز سہ پہر کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ احباب سے مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

مبشر احمد طاہر ________ ہائیڈل برگ

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم ڈاکٹر میجر عبد الغفور زاہد مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۹۳ء کو سرگودھا میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب سے مرحوم کے بلندیٔ درجات اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

عبد الرزاق ________ ۶۶۔ میرین سٹریٹ۔ آفن باخ

ہمارے والد محترم خان محمد صاحب گوندل (گوندل کراکری وٹینٹ سروس۔ ربوہ) مورخہ ۷ ر اپریل ۱۹۹۳ء کو بقضائے الٰہی ربوہ میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ تمام احباب سے مرحوم کے بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

محمد احمد مبشر گوندل، طاہر احمد گوندل ________ فرینکفرٹ

ہماری والدہ مکرمہ زرینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ فیض اللہ صاحب مورخہ ۱۹ ر فروری ۱۹۹۳ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ مکرم شیخ عظیم الدین مرحوم سوداگر چرم رادھن کی سب سے بڑی بیٹی، اور مکرم خانصاحب شیخ نعمت اللہ مرحوم برج انجینئر کی بہو تھیں۔ احباب سے مرحومہ کے بلندیٔ درجات کے لیے درخواست دعا ہے

شیخ کلیم اللہ، شیخ نعیم اللہ ________ روڈ گاؤ

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم حسن علی صاحب مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۹۳ء کو مختصر سی علالت کے بعد ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت سے مرحوم کے بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

محمد احمد ________ LAHR

خاکسار کے والد مکرم چوہدری عبد الغنی صاحب آف کھاریاں ضلع گجرات گذشتہ ماہ پاکستان میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کی وفات پر بکثرت احباب تعزیت کے لیے تشریف لائے اور بذریعہ خطوط اور ٹیلیفون اظہار تعزیت کیا۔ میں ان تمام احباب ذخواتین کا مشکور ہوں جنہوں نے غم کے اس موقعہ پر ہمیں حوصلہ دیا اور ہمارے غم میں شریک ہوئے اللہ تعالیٰ سب کو جزائے عطا فرمائے۔

احباب سے مرحوم کے بلندی درجات کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے

عبد الرحیم احمد ________ جرمنی

پہلا انٹرنیشنل

طاہر کبڈی ٹورنامنٹ

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے زیر اہتمام پہلا انٹرنیشنل طاہر کبڈی ٹورنامنٹ مورخہ ۳۱ مئی کو ناصر باغ گروس گیراؤ میں منعقد ہو گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

کبڈی کے ایسے کھلاڑی جو اس ٹورنامنٹ میں شمولیت کے خواہشمند ہوں سے درخواست ہے کہ جلد از جلد اپنے ریجنل قائدین سے رابطہ قائم کریں۔ اس ٹورنامنٹ میں اوّل آنے والی ٹیم کو ایک ہزار مارک DM 1,000 کا نقد انعام بھی دیا جائے گا۔ فائنل میچ میں توقع ہے کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مہمان خصوصی ہوں گے اور اپنے دست مبارک سے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائیں گے۔

آرگنائزنگ سیکریٹری ٹورنامنٹ ________ جرمنی

سپورٹس سووینئر

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اپنے کھیلوں کے مقابلہ جات کا ریکارڈ اپنی تاریخ کے ایک اہم حصّے کے طور پر محفوظ کرنے کے لئے سپورٹس کا ایک سووینئر شائع کر رہی ہے۔

ایسے تمام خدام اور اطفال جنہوں نے اب تک مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام منعقد ہونے والے کھیلوں کے مقابلوں میں نمایاں کامیابی اور اعزازات حاصل کئے ہوں اپنی ان کامیابیوں کی تفصیل اردو یا جرمن زبان میں مع تصاویر (اگر موجود ہوں تو) شعبہ صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ کے نام ارسال کر دیں۔

ایسے خدام و اطفال جنہوں نے جرمنی میں کسی کلب یا تنظیم کے سپورٹس مقابلوں میں کوئی نمایاں اعزاز یا امتیازی کامیابی حاصل کی ہو وہ بھی اس کی تفصیل (اخباری کٹنگ تصاویر، فوٹو کاپی مع اصل سند وغیرہ) کے ہمراہ اپنے خطوط درج ذیل پتہ پر بھجوا دیں۔

تمام تصاویر اور کاغذات آپ کو انشاء اللہ استعمال کے بذریعہ ڈاک واپس ارسال کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے براہ کرم اپنا پتہ صاف اور نمایاں طور پر اپنے خطوط میں ضرور تحریر کریں۔

قمر احمد عطاء، شعبہ صحت جسمانی ________ جرمنی

KHUDDAM-UL-AHMADIYYA
MITTELWEG 43 6000 FRANKFURT/M-I

وقف عارضی

وقفِ عارضی کی بابرکت اور روحانی تحریک کے سال رواں کے اختتام میں کم و بیش ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ تمام ریجنل امراء، صدر صاحبان و مربیان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنا اپنا کوٹہ برائے وقف عارضی پورا کرنے کی بھرپور تحریک فرمائیں اور اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں کے افراد کو تلقین کریں کہ وہ فارم وقفِ عارضی پُر کر کے اس نہایت ہی مفید اور بابرکت سکیم میں حصّہ لے کر آسمانی برکتوں کے وارث بنیں۔

مشتاق احمد ظہیر، سیکریٹری وقف عارضی ________ جرمنی

بقیہ اداریہ

ہے کہ جو خدا کا ہے وہ خدا کی مخلوق پر خرچ کر دیا جائے۔ غرضیکہ مومن کسی حال میں بھی ایسا نہیں سوچتا کہ خدا کی راہ میں اموال خرچ کرنے سے گویا اس کے اموال میں یا رزق میں کوئی کمی آئے گی۔ وہ ایسے خوف و فکر سے کلیتہً آزاد ہوتا ہے لیکن اس کے برعکس ایسا دیندار جو خدا سے کچھ بھی تعلق نہ رکھتا ہو وہ ہر وقت اسی غم میں پائی پائی جوڑتا ہے کہ شائد یہ روپیہ کل اس کے کام آئے اور وہ اپنے اموال بعض جائز ضرورتوں پر بھی خرچ نہیں کرتا اور یہ طرزِ فکر اسے مُمسک اور تھڑ دِلا بنا دیتی ہے۔

ایثار کا دوسرا سرچشمہ یہ ایمان ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے اور اصل زندگی وہ ہے جو انسان کو مرنے کے بعد حاصل ہو گی۔ اس لیے اس عارضی اور ناپائیدار دنیا کے ساتھ دل لگانے کا کیا فائدہ۔ چنانچہ یہی وہ جذبہ ہے کہ جس کے نتیجہ میں اگر کوئی دنیاوی اور مادی نقصان بھی پہنچ جائے لیکن اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے تو مومن ایسا نفع بخش سودا کرنے کو فوراً تیار ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ خدا کی رضا کے حصول کی خاطر مومن اپنی جان مال، عزت، وقت، اہل و عیال سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ
وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ط (التوبۃ:۱۱۱)

ترجمہ : یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جنت عطا کیے جانے کے بدلے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے ہیں۔

لیکن اس کے برعکس وہ لوگ جو اس ناپائیدار زندگی سے محبت کرنے والے ہیں انہیں آخرت پر بالکل ایمان نہیں ہے۔ وہ دن رات ہر جائز اور ناجائز طریق سے اموال جمع کرنے میں مصروف ہیں اور ان کی زندگی کی حرص بے حد بڑھ جاتی ہے۔ وہ ایثار و قربانی کے برعکس دوسروں کے اموال پر نظر رکھتے ہیں اور دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ الدُّنْیَا
نَفَّسَ اللّٰہُ عنہ کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ
وَاللّٰہُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِی عَوْنِ اَخِیْہِ
(مسلم کتاب الذکر)

یعنی جو کسی مومن کی تکلیف دور کرے گا جس کا تعلق دنیا سے ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیف کو دور کرے گا اور خدا تعالیٰ اس وقت تک کسی بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جس وقت تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"شریعتِ حقّہ پر قائم ہو جانے سے ایسے شخص کا بنی نوع پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ درجہ بدرجہ ان کے حقوق کو پہچانتا ہے .... وہ تمام بنی نوع پر سورج کی طرح اپنی تمام روشنی ڈالتا ہے اور چاند کی طرح حضرت اعلیٰ سے نور پاکر وہ نور دوسروں تک پہنچاتا ہے .... وہ رات کی طرح ہر ایک ضعیف کی پردہ پوشی کرتا ہے اور تھکوں اور ماندوں کو آرام پہنچاتا ہے۔ وہ آسمان کی طرح ہر ایک حاجت مند کو اپنے سایہ کے نیچے جگہ دیتا ہے اور وقتوں پر اپنے فیض کی بارشیں برساتا ہے۔ وہ زمین کی طرح کمال انکسار سے ہر ایک آدمی کی آسائش کے لیے بطور فرش کے ہو جاتا ہے اور سب کو اپنی کنار عاطفت میں لے لیتا ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صد ۴۲۳)

اس وقت ہمارے بوسنیا کے مسلمان بھائی شدید کرب میں مبتلا ہیں۔ ہم احمدی مسلمان جن کا دعویٰ ہے کہ ہم اس مامور زمانہ پر ایمان لائے ہیں جو ثریا سے ایمان زمین پر لایا ہمارا فرض ہے کہ ہم ایمان کی ایک عظیم الشان علامت ایثار کا ہر دم مظاہرہ کریں اور ہمارے قرب میں، آس پاس جہاں بھی ہمارے بوسنیا کے مسلمان مہاجر بھائی اور فیملیاں موجود ہیں ان کے ساتھ انتہائی ہمدردی کا سلوک کریں۔ انہیں گھروں میں بلائیں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان کی ہر طور دلجوئی کریں۔

خوشخبری

گوگوگھشینک والوں کی جانب سے ایشین بہن بھائیوں کیلئے

فرینکفرٹ میں

معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کی
دوسری بڑی دُکان

رائل جیولرز

یہاں پر آپ پرانے زیورات کو نئے زیورات میں تبدیل کروا سکتے ہیں

اس کے علاوہ ۲۴ گریٹ گولڈ میں آپ چوڑیاں بھی تیار کروا سکتے ہیں

نیز آپکی تاریخ پیدائش کے مطابق ہیرے جواہرات بھی دستیاب ہیں

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

ROYAL JEWELLERS
Klingerstr. 9, (between A.O.K. & C&A
6000 Frankfurt am Main1
Tel. (0 69) 28 70 41 & 81 52 15 Fax (0 69) 642 59 38

"اپنے کردار کو عظیم بنانے کی کوشش کریں کیونکہ قرآن کریم سے متعدد جگہ یہ واضح ہدایت ملتی ہے کہ جبتک کردار میں عظمت نہ ہو نہ بات میں عظمت پیدا ہو سکتی ہے نہ دعا میں۔"

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بقیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تبلیغ

بعض اوقات ان بڑے لوگوں کے زیر تسلط لوگ ان کے اثر کے تحت ایمان لے آتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سے سب سے زیادہ کامیاب اور فائز المرام داعی الی اللہ ہیں۔ آپؐ کی کامیابی کی تصدیق عرش کے خدا نے خود کی اور سورۃ نصر میں آپؐ کی کامیاب دعوت الی اللہ کا نقشہ یوں کھینچا اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً یعنی جب خدا کی فتح و نصرت کے دن آئیں گے تو لوگ فوج در فوج خدا کے دین میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ فتح مکّہ کے بعد یہ نظارہ چشم فلک نے دیکھا کہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی اللہ کا یہ کمال اعجاز ہے کہ آپؐ اس دنیا سے رخصت نہیں ہوئے جب تک خدا کی بادشاہت دوبارہ زمین پر قائم نہیں ہو گئی اور ایسا انقلاب عظیم رونما ہوا کہ لاکھوں دل حق اور راستی کی طرف کھینچے گئے اور لاکھوں سینوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نقش جم گیا اور وہ جزیرۂ عرب جو بجز بت پرستی کے اور کچھ نہیں جانتا تھا سمندر کی طرح خدا کی توحید سے بھر گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا خوب فرماتے ہیں ؎

احییت اموات القرون بجلوۃ
فماذا یماثلک بھٰذا الشانٖ

یعنی فداکؐ ابی و امی یارسول اللہ آپؐ نے صدیوں کے مُردے ایک ہی جلوہ سے زندہ کر دیئے۔ کون ہے جو اس شان میں آپؐ کا مقابلہ کر سکے۔

اللّٰھم صل وسلم وبارکؐ علیہ والٖہ واصحابہ اجمعین
وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

تم ہو خوشبو تو ہواؤں میں بکھرنا سیکھو
حق کی آواز ہو تم دل میں اترنا سیکھو
چاہتے ہو کہ ملیں گوہرِ نایاب تمہیں
ڈوب کر سطح سمندر پہ اُبھرنا سیکھو

نادرہ لیقی

احمدی بھائیوں کی

پُراعتماد ٹریولنگ ایجنسی

کیا آپ دُنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرنا چاہتے ہیں؟ تو پھر جناب سوچنا چھوڑیئے اور ہماری خدمات سے پورا پورا فائدہ اٹھایئے۔ اور ہاں اب تو آپ جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ لاہور اور اسلام آباد کیلئے ڈائریکٹ پرواز کر سکتے ہیں۔ جی ہاں جلسہ سالانہ انگلستان کیلئے جو انشاء اللہ جولائی کے آخر میں منعقد ہو گا ٹکٹوں کی بکنگ قبل از وقت کروا لیجئے اور سہولت کے ساتھ سفر کیجئے

بکنگ جاری ہے

نیز ہمارے ہاں انگریزی اور اُردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کروانے کا بندوبست بھی موجود ہے۔

آپ کے خدمت کے منتظر

عبدالسمیع (المعروف وینٹے وکیل والے) منیر احمد چوہدری (المعروف سوشیال ڈیپنٹ ایئرپورٹ)

INDO-ASIA REISEDIENST
Am Hauptbahnhof 8, 6000 Frankfurt am Main 1
Tel. (0 69) 23 61 81 Fax (0 69) 23 07 94

ایشین بہن بھائیوں کیلئے
خوشخبری

مشہور زمانہ

شیزان مصنوعات فروخت کرنیوالوں کی جانب سے

ایک اور نئی پیشکش

جمعہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۳ء سے فرینکفرٹ مین سٹیشن کے بالکل سامنے صاف ستھرے اور کھلے ماحول

میں شیزان مصنوعات کے علاوہ تمام اشیاء خورد ونوش بھی نہایت مناسب قیمت پر تھوک و پرچون

ریٹ پر خریدنے کیلئے تشریف لائیں۔ اس کے علاوہ

مٹھائیاں — ویڈیو آڈیو کیسٹس — آئس کریم — رسائل واخبارات — تازہ سبزیاں

بھی دستیاب ہیں

کیا آپ کو معلوم ہے؟

شیزان جوس، ثمر قند شربت، اچار اور چاول کی کلیرنس سیل بھی جاری ہے

موقع سے فائدہ اٹھائیں ـــ پہلے آئیں پہلے پائیں

پارکنگ کی دشواری سے مکمل نجات

دکان کے دونوں طرف پارکنگ کی سہولت کے علاوہ مین سٹیشن پر Mcdonald کے سامنے فری پارکنگ کی سہولت بھی موجود ہے

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

Asian Food Store

Düsseldorfer Str. 12, 6000 Frankfurt am Main 1
Opposite Hauptbahnhof
Telephone: Res.(0 61 05) 44 192

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

اِس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں

"اَے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کے لئے معیّن طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا۔ تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے ہوں بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اسی طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دُنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ مَیں دُنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اُس عالَم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک **چراغ** ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظُلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ ——

اِس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے، ہر طرف سے اُس کو موت درپیش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے۔ اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔ اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خُدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے۔ اور میں اُس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفسِ مُزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اس میں کبھی آگ نہیں تھی۔ تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اس میں سکونت کرتی ہے۔ اور ایک تجلّی خاص کے ساتھ **رَبُّ الْعٰلَمِیْن** کا استوا اس کے دل پر ہوتا ہے۔ تب پورانی انسانیت اُس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اس کو عطا کی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اس سے تعلق پکڑتا ہے۔ اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالَم میں اس کو مل جاتا ہے۔"

(فتح اسلام صفحہ ۵۰ تا ۵۲)

Herausgeber (Publisher): Falah-ud-Din Khan · Hanauer Landstr. 50 · 6000 Frankfurt am Main 1
Tel./Fax: (069) 4990658 · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.